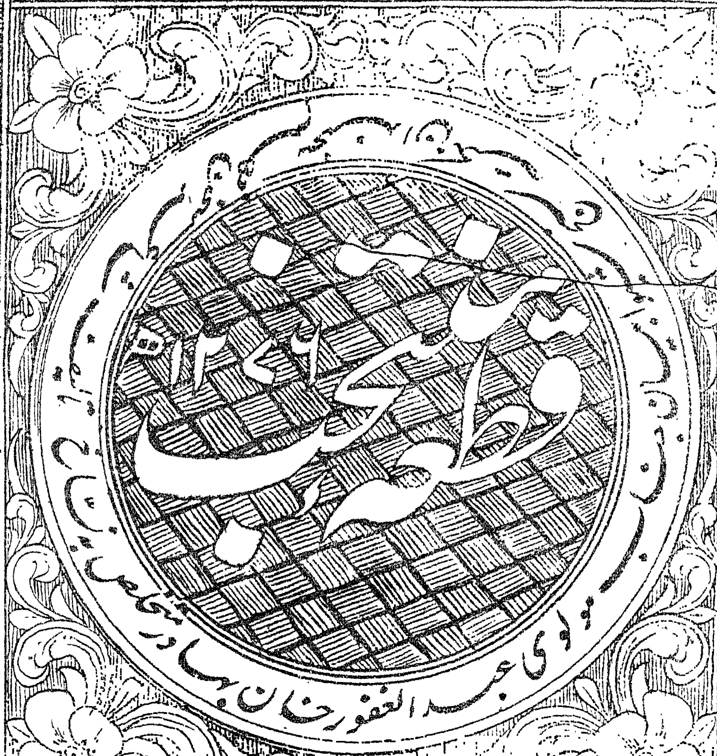
هو الغفور الرحيم

تذکرہ مقطعات اردو مسمے بنام تاریخی



قطعۂ منتخب ۱۲۷۶

مولوی عبدالغفور خان بہادر متخلص بہ نساخ

بحسن تصحیح و زیبا تسطیر داوران سعادت اقتران

مطبع نامی منشی نولکشور میں بزیور طبع مزین ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت سرور انبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ الاطہار و اصحابہ الکبار سراپا قصور
عبد الغفور متخلص بہ نساخ خدمت ارباب فن مین گذارشگر ہے کہ ایک دن مجمع احباب مین
ہر قسم کے شعر پڑھے جاتے تھے اس مین خیال آیا کہ اگر شعراے متقدمین و متاخرین زبان ریختہ
کے منظومات جہانتک دستیاب ہون بقید ردیف جمع کئے جائین اور تخلص و نام و نشان شاعر
بھی بقید حروف تہجی ہر ردیف مین تحریر پائین تو ایک معقول یادگار رہجائیگا کہ کسی نے آجتک
ایسا تذکرہ جمع کیا نہین اسپر راقم نے کمر ہمت چست باندھی اور تھوڑے عرصہ مین بہت سے
دیوان اور تذکرہ سے چنکر قریب ساڑھے پانسو قطعون کے جمع کیا اور نام تاریخی اسکا
قطعۂ منتخب رکھا نکتہ چینان زبان و خردہ بینان دوران سے امید ہے کہ اگر کہین غلطی پائین
نکتہ چینی سے باز آئین اور خردہ بینی سے ہاتھ اوٹھائین مصرعہ کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود

ردیف الف

اثر تخلص سید محمد میر دہلوی حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ کے چھوٹے بھائی شعر انکے نہایت
عاشقانہ و دردمندانہ ہوتے ہین دیوان اور مثنوی انکی نظر سے گذری

کیا کہیے اثر تو ابھی تک دیکھے
جی ہی کی سجا خدا خدا کر

یوں حال اپنا تباہ کرنا
پھر اور بتوں کی چاہ کرنا

احسن تخلص مرزا احسن علی دہلوی تلمیذ ضیا و سودا نواب آصف الدولہ بہادر کی سرکار میں صیغۂ شاعری میں ملازم تھے خوشنویسی اور رنگوئی بیان میں مشہور تھے دیوان انکا نظر راقم سے گذرا

آشنا مطلب ہی کا دیکھا جسے دیکھا ہو یار
آشنا ہر ایک کو سمجھا نکہتا ہوں میں

اس زمانے میں نہیں کوئی کسیکا آشنا
فہم ہے گر تجھکو ہو میرے سخن کا آشنا

اختر تخلص قاضی محمد صادق خان مرحوم ولد قاضی محمد مغفور باشندہ ہوگلی شاگرد مرزا قتیل لکھنؤ و اطراف لکھنؤ میں ہمیشہ عہدۂ جلیلہ پر مامور رہے ہے محامد حیدریہ و دیوان فارسی و ریختہ گنج سیرج و تذکرہ آفتاب عالمتاب و مثنوی سراپا سوز وغیرہ بہت سے تصنیفات و تالیفات انکے مشہور ہیں زبان فارسی و اردو کو خوب جانتے تھے فن شعبدہ میں کمال تھا کیمیا گر مشہور تھے اور بہت سے فنون میں دخل رکھتے تھے نظم و نثر انکی نہایت مرغوب ہے انکا دیوان و مثنوی و محامد حیدریہ نظر سے گذری ✣ ✣

کل شیخ نیکے مجتہد عصر سا فتیا
کہنے لگا زراہ تعجب مجھے یہ طنز
سے کہا کہ میں بھی ہوں یہ خوب جانتا
گستاخی ہو معاف تو اک عرض میں کروں
ہی ہو اور کنج باغ ہو ساقی ہو بادہ و شر
گردن میں ہاتھ ڈال کے وہ شوخ دلربا
کھینچ اوسکو اور اپنے ملا کر وہ منہ سے منہ
منت سے یوں کہے کہ ہمارا لہو پیے
اوسوقت میں سلام کروں قبلہ آپ کو
اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا غلام

دکھلا کے باغ سبز ثواب و عذاب کا
معلوم ہوگا حشر میں پینا شراب کا
پر کیا کروں کہ ہے ابھی عالم شباب کا
لیکن نہ کیجے مجھے مورد عتاب کا
اور کوئی بھی محل نہو باعث حجاب کا
یہ ریش جسپہ جلوہ ہے رنگ خضاب کا
دے وَاللہ زبان کو دہن کے لعاب کا
گر پی نجائے جلد یہ پیالہ شراب کا
گر کچھ بھی خوف کیجیے روز حساب کا
قائل نہیں ہے قبلہ کسی شیخ و شاب کا

قطعہ انتخاب

آزاد تخلص کپتان الکزنڈر ہیڈرلی بن جیمس ہیڈرلی شاگرد نواب زین العابدین خان عارف سرکار انگریزی مین عہدہ کپتانی پر مامور ہین دیوان انکا نظر سے گذرا ++

ہمنے جو آنکھہ گاڑکر دیکھا — حسن اوس شاہ کابل کا
رخ روشن پہ جم گئی پتلی — سبکو ناحق گمان ہے تل کا

اسیر تخلص میر مظفر علی خطاب تدبیر الدولہ ولد میر مدد علی باشندہ قصبہ امیٹھی مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی واجد علی شاہ اوودہ کے ملازمون مین ہین دیوان انکا نظر سے گذرا ++ ++

کیا ذکر ہے اور ساتھیون کا — چھوڑا دل نے بھی ساتھہ اپنا
تنگ آئے ہین سخت ان تمونسے — پیٹہر کے تلے ہی ہاتھہ اپنا

آشفتہ تخلص حاجی عبد اللہ ولد عبد الحمید باشندہ سلہٹ شاگرد حضرت مصنف راقم کے احباب مین ہین

وہی عالم اچھا تھا آشفتہ جسمین — وجود و عدم کا نہ رنج و محن تھا
نہ ہستی کا نام و نشان تھا ذرا کچھہ — نہ ہم تھے نہ دل نہ غم جان و تن تھا
نہ خوف قیامت نہ تشویش دنیا — نہ مرگ اور نہ سودای گور و کفن تھا
نہ سر تھا نہ شور جنون کی یہ شورش — نہ دل تھا نہ اوسکا یہ دیوانہ پن تھا
کھلی آنکھہ خواب عدم سے تو دیکھا — اجل سر پہ اور روبرو گور کن تھا

آصف تخلص وزیر الممالک نواب یحیی خان عرف مرزا امانی آصف الدولہ بہادر خلف نواب وزیر شجاع الدولہ بہادر مولد انکا فیض آباد مسکن و مدفن لکھنؤ ۱۲۱۲ ہجری مین انتقال کیا تیر اندازی مین خوب دخل رکھتے تھے انکے محامد و مکارم کا حال اظہر من الشمس ہے حاجت بیان نہین دیوان انکا نظر سے گذرا

آج بیمار کو پھر دیکھا تھا جینے تیرے — وہی بیتابی تھی جی کی وہی گھبرانا تھا
کوئی ظاہر مین تو آثار نہین جینے کے — مرض عشق مین مین پہلے ہی سمجھا نا تھا

اظفری تخلص محمد ظہیر الدین مرزا علی بخت عرف مرزا کلان دہلوی کچھہ روزون مدراس مین رہے وہان سے کلکتہ مین آکر پھر شاہجہان آباد کو چلے گئے

کئی دن ہین کہ یار نے مجھسے ربط بار دگر کیا پیدا
شکوہ تھا آہ نے میرے اظفری کچھ اثر کیا پیدا

افسوس تخلص میر شیر علی خلف میر مظفر خان داروغہ توپ خانہ نواب قاسم خان بعالی جاہ باشندۂ نارنول میر حیدر علی حیران اور میر سوز سے کسب سخن کرتے تھے آخر ایام مین اشرف البلاد کلکتہ مین اکر فورٹ ولیم کالج کی منشی گری مین مقرر ہوے تھے حضرت شیخ سعدی کی گلستان کو اردو مین ترجمہ کیا ہے ترجمہ مذکورہ اور دیوان انکا نظر سے گذرا

تو او کہتا ہے جو مجھسے سخن ناحق پر مگر انصاف ہے اس دور سے اے جان او تہا
غیر کے ملنے کی کہاتا نہین ہے آپ قسم مجھسے کہتا ہے تو اسبات پہ قرآن اوتہا

ولہ

میں نے کہا کل اوس سے کہ افسوس ناتوان مایوس ہوکے کوچے سے تیرے چلا گیا
کہنے لگا کہ جانے سے اوسکے کسی ہے غم سودائی اسطرح کا جو یان سے گیا گیا

ولہ

ترے بیمار کو طبیبون نے دیکھکر غم سے سر کو دے مارا
اور کہا ایک آہ بھر کر یون کچہ خدا ہی سے اسکا ہو چارا

امانت تخلص سید آغا حسن خلف میر آغا رضوی لکھنوی شاگرد دلگیر مرثیہ گو لکھنویون کے انداز مین شعر اچھا کہتے ہین ۱۲۷۵ہجری مین انتقال کیا کلیات انکا نظر سے گذرا

آنکھون مین ہے پہر تا سحر وصل کا عالم اندیشہ رقیبون کا نہ اغیار کا دہڑکا
سونا کسی مہ رو کا لپٹکر وہ گلے سے ٹھنڈی وہ ہوا صبح کی وہ نور کا تڑکا

انشا تخلص میر انشاء اللہ خان خلف حکیم ماشاء اللہ خان مصدر دہلوی نجفی الاصل تھے مولد انکا مرشد آباد مسکن لکھنؤ وزیر الممالک نواب سعادت علی خان بہادر کے مصاحبون مین تھے بہت سی زبانون سے واقف تھے اور بہت سے فنون مین دخل

ریختے تھے مشکل قافیون مین شعر عاشقانہ خوب کہتے تھے مشہور ہے کہ کچھ روز و
میان مصحفی سے اصلاح لیکر منحرف ہوکر اونکی ہجو لکھی تھی میان منتظر نے اوسکا جواب لکھ
کلیات انکا نظر سے گذرا

مستعد اوٹھنے پہ بیٹھے تھے مری گھر مین کہ رات — بوندین پڑنے لگین اور ابر سا اک چھا آ
تب لگے کہنے کے ہاتھ کو یہ کہنے سے ہے — مجھے رہنا ہی پڑا پھر یہ کیا آ
کیا برسنا تھا اسے میری ہی گھر جانے وقت — اسلیے کس گھڑی بادل یہ نگوڑا آ

ولہ

اٹھو نادان ہو سنا چاہو سو پیارے کہلو — پھر نہین ہووےگا نقصان یہ گالی دیں
آخر ش ہوگے جوان پھر تو کسے بہائیگا — چند روز اور ہی مہمان یہ گالی دیں

ولہ

گر وقت سحر جائیے ہوتا ہے یہ ارشاد — ہے وقت ملاقات سر شام ہمار
پھر شام کو آئے تو کہا صبح کو یون ہی — رہتا ہے سدا آپ پہ الزام ہمار

تجلی تخلص میر حسن عرف میر حاجی دہلوی خلف میر محمد حسین کلیم خواہرزا
میر تقی بڑے ظریف تھے لیلی و مجنون کا قصہ ریختہ مین نظم کیا ہے دیوان ا
نظر سے گذرا

وارفتگان عشق کا سن حال ہمنشین — بیرون شہر جاتا تھا کل مین چلا ہوا
ٹوٹے سے ایک قبر نظر آگئی مجھے — جانا کہ دل شکستہ ہے کوئی یان دبا ہوا
اک بیکسی سے اوسپہ برستے تھے دیکھکر — رویا مین دیر ابر نمط وہان کھڑا ہوا
ناگہ سرہانے کی جو طرف جا پڑی نگاہ — لوح مزار پر تھا یہ اوس کے کھدا ہوا
اے دردمند عشق جو ادہر سے نکلے تو — ٹک ٹہر ایک دلشدہ ہے یہان گڑا ہوا
دو بول لکھ رکھے ہین نصیحت کے واسطے — دیکھ اوسکو چشم دل سے اگر ہے پڑھا ہوا
زنہار دل کے جانے کو مت سہل جانیو — دل ہاے جسکو کہتے ہین وہ ہے گیا ہوا
دیوانہ پن ہی جاننا اپنا رفیق او سے — بیگانہ ہے وہ جب کسی سے آشنا ہوا

بیگانگی تو ایک طرف ملک بے وفا ۔۔۔ دشمن ہی اپنا دوست جہان اور لگا ہوا

سمجھا تھا مین بہی وشنے کا جب دلکی قصد تھا ۔۔۔ پر چہیگا یاری دل بہی اگر دلربا ہوا

لیکن جب انتشار مین وہ اور رکے گیا ۔۔۔ تو رفتہ رفتہ کیا کہون احوال کیا ہوا

چلنے لگے ہر ایک طرف سے خدنگ طعن ۔۔۔ سینہ جگر نشانہ تیر بلا ہوا

یک عمر جنکی دوستی مین صرف کی تھی ہائے ۔۔۔ اونکین ہر ایک دشمن جانی مرا ہوا

فصل بہار ہونے لگی پھر خزان کے بیچ ۔۔۔ سرخ اشک زرد رخ پہ جو آیا بہا ہوا

گلرنگ آنسو پہونچے جو دامن تلک بہت ۔۔۔ ہر تختہ تختہ ہائے چمن سے سوا ہوا

کوہون سے چشمے اوترے مری چشم کے سبب ۔۔۔ دریا قطرہ نے مدتون رکھا چڑہا ہوا

ٹپکا کیا ہون راتونکو پھر خون سے درے ۔۔۔ دیوار و در ہے دیکھلے ابتک رنگا ہوا

القصہ دم کی دم مین اگر کچھ خوشی ہوئی ۔۔۔ تو برسون تک غمون ہی مین جی مبتلا ہوا

چھوٹونگا دل کے ہاتھ سے جانا تھا بعد مرگ ۔۔۔ لیکن نہ اس عذاب سے اب بہی رہا ہوا

دل تھا اوسکو لطف نہین اب بغل کے بیچ ۔۔۔ انگار آگ کا ہے دہرا دہکتا ہوا

بوسیدہ استخوانونکو بہی لگ اوٹھی ہے آگ ۔۔۔ یون شعلہ بیٹھتا نہین اوس سے اوٹھا ہوا

گر تجھکو اعتبار نہین دیکھ اب تلک ۔۔۔ حاضر ہے جابجا سے کفن بہی جلا ہوا

شاید عذاب قبر جو کہتے تھے ہے یہی ۔۔۔ دنیا مین تھا سو یہان بہی وہ آیا لگا ہوا

پہلو سے میرے اسکو نکال اب وگرنہ مین ۔۔۔ آرام پہر کہان نہ جو اوس سے جدا ہوا

سووے ہی گا نہ سونے ہی دیوےگا یہ رقیب ۔۔۔ تا صبح حشر تڑپونگا یون ہی پڑا ہوا

بالفرض بعد مرگ جو جنت مین بہی گیا ۔۔۔ دوزخ تو میرے ساتھ ہے کیا فائدہ ہوا

حاصل کلام یہ ہے تجلی کہ پہر جہان ۔۔۔ سمجھا بیگا جو مرتکب اس امر کا ہوا

جی دیجیو پہ دل نہ کہین دیجو زینہار ۔۔۔ دکھ وہی ہے دو جہان مین یہ ظالم دیا ہوا

ولہ

کل تجلی کو یار نے پوچھا ۔۔۔ اکثر آتا تھا اب نہین آتا

اوٹھگیا شہر سے کہ روٹھا ہے ۔۔۔ ہم تلک کیا سبب نہین آتا

اک خدا ترس نے کہا تجھسکو / کچھ ترس ہے غضب نہین آتا
توہی غافل ہے اوسکو حال ہو یہان / ورنہ اچھا وہ کب نہین آتا

ولہ

مجھے کہتے ہین کیون رہے تو وہ ہی جو روروکہتا تھا / الٰہی وصل کی پاون تلک پہ سرہی آرزو پہونچا
ہوا گستاخ اب ایسا کہ خطرہ کچھ نہین کرتا / کبھو چھاتی پکڑلی ہے کبھو بازو کبھو پہونچا

تراب تخلص شاہ تراب علی مغفور باشندۂ کاکوری متعلق لکھنؤ خلف و سجادہ نشین شاہ کاظم علیہ الرحمۃ صاحب کمال تھے پنجم ماہ جمادی الاول روز یک شنبہ ١٢٥٥ ہجری کو انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گذرا ہے

ہنسکے کل طفل شوخ کہنے لگا / مین جو وان جب اتفاق گیا
دل سے تیرے ابھی تلک اے پیر / عاشقی کا نہین مذاق گیا

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش خلف حافظ امان دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد جعفر علی حسرت اونیس ١٩ برس کی عمر مین چیچک کے عارضہ سے بصارت انکی زائل ہوگئی تھی نجوم اور موسیقی مین کمال رکھتے تھے ستار خوب بجاتے تھے مرزا سلیمان شکوہ بہادر اور نواب محبت خان کی رفاقت مین تھے مضامین معاملات عاشق و معشوق کے باندھنے مین بے مثل تھے اشعار انکے خوش ادا اور نہایت دلچسپ و عاشقانہ ہوتے ہین ١٢٢٥ ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گذرا

کسی نے میری طرف سے جو یہ لگادی بات / کہ شیفتہ یہ کسی محبوب سے دوچار رہا
تو کیا سنا کے مجھے وہ سبھون سے کہتا تھا / کہ جسکے قول و قسم کا نہ اعتبار رہا

ولہ

گر رو برو اوسکے کسی غمخوار کو چھیڑے / کچھ حال سناتا ہون مین باچشم تر اپنا
تو کیا کہون کہتا ہے عجب شکل سے مجھکو / کچھ ہونٹون ہی ہونٹون مین وہ منہ پھیر کر اپنا

ولہ

کہون قسمت کی کیا خوبی عجب طالع کی شامت ہے / محبت مین گذرتا ہے یون ہی کیا کام انسان کا

نہ یا ہم نامہ و پیغام جسے نے جا سکون ہون میں	نہ آتا یہان کسی صورت سے ہو سکتا ہی جانا کا

ولہ

تماشا ہے کہ جو وہ روز نہیں وسکی اقربا خوش تھے	تو ناحق پھر گیا تھا جسے دل اوس آفت جہان کا
ہوا وہ خوش تو اب لوگون نے اوسکی پہ منادی کی	نہ وہان جائے کوئی یہان کا نہ یہان آئے کوئی وہان کا

ولہ

کیا اوس عشق کی وحشت نے کیا دیوانہ جرأت کو	عجب احوال دیکھا ہمنے کل اوس خانہ ویران کا
تن جس تھو موے سر تا پا لباس تن تھا عریانی	بچھایا خاک پر تھا بسترا خار مغیلان کا
کبھی اوٹھ اوٹھ دوڑتا تھا وہ کبھی لوٹے تھا کانٹون پر	نہ تھا کچھ ہوش آوس وحشی کو اپنے جسم عریان کا
نکرتا تھا کسی سے بات ہرگز اک مگر مطلع	یہی ورد زبان تھا اوس مریض درد ہجران کا
کچھ ایسا کر گیا بیہوش جانا مجھکو جانان کا	نہ جسکو ہوش ہے دلکا نہ دلکو ہوش ہے جان کا

ولہ

اگرچہ آمد صبح قیامت سے زمانے مین	ہر اک آلودہ خواب عدم یکبار اوٹھ بیٹھا
بشکل خفتگان نقش قالی خواب مستی سے	نہ کی جنبش نہ لی کروٹ نہ مین ہشیار اوٹھ بیٹھا

ولہ

اب حقیقت کیا کہون تیرے مریض عشق کی	ماجرا اوسکا مفصل کب سنایا جائے گا
دیکھکر جسکو طبیبون نے کہا منہ پھیر کر	حال اس بیمار کا ہمسے نہ دیکھا جائے گا

ولہ

لوگ کہتے ہین جو وہ بیزار ہے تو بھی نہ بول	تیرے کھنچ رہنے سے کچھ اک وضع پہ آ جائیگا
لیک سچ تو یہ ہے وہ روٹھے تو روٹھو مجھسے پر	دل مرے بسمین نہین مجھسے نہ روٹھا جائیگا

ولہ

لگتی نہین پلک سے پلک آہ کیا کرین	قسمت مین کیونکہ وصل ہو اوس رشک ماہ کا
یہ بخت سو گئے کہ ترستے ہین اوسکو بھی	وہ دیکھنا جو خواب مین تھا گاہ گاہ کا

وله

یہ وصیت ہے اوڑا دیجیو نہ از بہر خدا
کر کے خاکستر کو ٹھنڈا وہاں اوڑا لیجائیو

جل بجھیں گر سوز دل سے ہم بگلشن اے صبا
جس زمین پر لوٹتا ہو اوسکا دامن اے صبا

وله

ہیں وہ شوخ تہا اور سیر شب ماہ تہی رات
پر گیا صبح سے وہ گھر تو بھی وہیں کا ہے

اپنے گھر گیا کہیں تھی انجمن آرائی کیا
دیکھیں آج اوسکا عوض لے شب تنہائی کیا

وله

کل سو خرابیوں سے جو میں زار و ناتوان
سو اوسکی شوخیان کہوں کیا کیا کیا بام سے

اوٹھ اپنے گھر سے کوچۂ دلدار تک گیا
صورت دکھا دکھا کے وہ پیچھے سرک گیا

وله

کہوں کس سے مصیبت اپنی جا کر کیا کروں یارو
تجھے جرأت کی بھی بات تو نے یہ کچھ دھیان ہے یارو
کبھی حسرت سے تک رہتا تھا منہ کو تیری محفل میں
لگے رکھتا تھا دل پر ہاتھ گاہے سر کو زانو پر
کرے ہے تجھکو رسوا سب یہ باتیں اپنی خاطر سے

یہ کل کی بات ہے اک مدعی اوسکو جتاتا تھا
کہ تجھکو دیکھکر کیا کیا وہ شکل اپنی بناتا تھا
کبھی اوٹھتا تھا اور یافت کرکے تلملاتا تھا
کبھی بھرتا تھا آہیں اور کبھی آنسو بہاتا تھا
کہ وہ تیری اور اپنی چاہ لوگوں کو جتاتا تھا

وله

نہیں کہتا وہ بات اب یا یہ باتیں تجھ میں لگ کر اوسکو
تو مضطر ہوکے گاہے بام پر جاتا تھا وہ رہ رہ
لگی الفت تو پھر وہ کون اور ہم کون اے جرأت

پس دیوار سے آواز میں اپنی سناتا تھا
کبھی گھبرا کے بیتابی سے دروازہ پر آتا تھا
ہمارے اور اوسکے اک محبت ہی کا ناتا تھا

وله

حضرت دل نہ کسی پر مر لے
ورنہ دیکھوں میں کسے جیتا ہوں

بات یہ دھیان میں ٹک لائیے گا
مرتے مرتے یونہیں مرجائیے گا

وله

گر دیا دل کبھی مہوش کو کسی عاشق نے
تو سنا ہے کہ اون دونون مین یارانہ ہوا
پر دیا مین نے جسے دل مجھے اوس سے اب تک
آنکھ سے آنکھ ملانے کا بھی یارا نہ ہوا

وله

اے فلک جس سے وہ خورشید رو ہوتا میرا
ہاے ایسا میری قسمت کا ستارا نہ ہوا
سچ کہا ہے کہ تجلی کو نہین ہے تکرار
وصل قسمت مین مرے اوسکا دوبارا نہ ہوا

وله

نہ جیتے جی کبھی آئے وہ اور آئے تو یون آئے
نپوچھو کچھ نپوچھو مجھسے عالم اونکے آنے کا
کہ وقت نزع آ بالین پہ سر سے چھو نہین وہ
لگے کہنے کہ کچھ دیکھا نتیجہ دل لگانے کا

وله

گر اوس سے یہ کہتا ہون ڈر اللہ سے ظالم
مر جاونگا گر یونہین ترے ظلم سہونگا
تو وہ بت بیدرد یہ چپکون مین کہے ہے
کیا خوب ترے کہنے سے مین کیون نہ ڈرونگا

وله

تصویر مصور جو کوئی کھینچ دے اوسکی
تو کچھ نکھونگا نہ کچھ اوس سے مین سنونگا
پہ سامنے ہوگی جو مرے یار کی صورت
بیٹھا ہوا دن رات بلائین تو مین لونگا

وله

کل اوس خونخوار کی محفل مین جونہی
دل بیتاب مجکو کھینچ لایا
تو اوس نے یہ سمجھکر منہ کو پھیرا
کہ پھر بدنام کرنے والا آیا

وله

اگر کہتا ہون رو کر مجسے ملنا تو نے کیون چھوڑا
ہوا کہتا پڑا مجھکو یہ اے فتنہ گر کسکا
تو کیا جھنجھلا کے کہتا ہے سمجھتا یہ نہین ہے تو
کہ ہون مین کون اور عاشق ہوا ہون آنکر کسکا

وله

بعد مردن مرے تابوت پہ سب روتے تھے
چشم بے آب مگر اک وہ ستمگار نہ تھا

قطعہ منتخب

لیک کیا منہ کو چھپاتا تہا جو کہتے تہے یہ لوگ
اسکو ظاہر مین تو مرنے کا کچہ آثار نہ تہا

ولہ

سوزش دل کی حقیقت کہین کیا مت پوچھو
یہ وہ ہوا ان سینہ سوزان سے ہمارے نکلا
کہ ہوا پر لگے افلاک بہی اوڑنے گویا
چھوڑتا نالہ جانسوز غبارے نکلا

ولہ

کیا کہون وصل کی شب لیکے بلائین اوسکی
کیا اوٹہاتا ہون مین زانو پہ بٹہانے کا مزا
مین تو پہر آپ مین رہتا نہین دل سے پوچھو
آگے پہر بہینچ کے چہاتی سے لگانے کا مزا

ولہ

رک گیا ایسا ہی وہ جو پہر آیا کل جو تک
ہاتہہ اوسکے پاؤن پہ بہولے سے مرا ٹک گیا
مین تو یہان عاشق سے اپنے پر اٹہاتا ہون ہاتہہ
اور سارے شہر مین کچہ اور چرچا پڑ گیا

ولہ

چھپکے کی کیا سیر ہے کل جو لیکر آئینہ
دیکھتا تہا عالم اپنے دہن و پان کا
بیٹہے بیٹہے دیکھہ بیسود ہو کے پہر بے اختیار
آپ بوسہ لے لیا اپنے لب و دندان کا

حسن تخلص خواجہ حسن مرحوم خلف خواجہ ابراہیم نبیرہ خواجہ بہکاری مودودی علیہ الرحمہ جعفر علی حسرت سے کسب سخن کرتے تہے صاحب کمال تہے موسیقی مین خوب دخل رکہتے تہے لکہنؤ مین بخشی نام ایک معشوقہ بازاری پر عاشق ہو کر نام اوسکا بطریق التزام مقطع مین لاتے تہے چنانچہ قلندر بخش جرات نے انکی اور بخشی کی عشق و محبت کے حال مین ایک مثنوی کہی ہے آزادانہ زندگی بسر کرتے تہے لکہنؤ مین نواب وزیر نے انکی بڑی عزت و توقیر کی تہی دیوان انکا نظر سے گذرا +

کونسی شب ہوئی بتلا تو ستمگر جو مین
پس دیوار ترے رو کے پکار انکیا
پر نپوچھا کبہی احوال کو میرے تو نے
ہاے ظالم مرے فریاد کا چارا نکیا +

حیدر تخلص منشی مصطفی حیدر خلف مولوی غلام حیدر مرحوم سررشتہ دار فورٹ ولیم کالج کلکتہ و مدرس فارسی بہرہ مدرسہ کلکتہ وطن انکا جا نگام مولد بنارس مسکن کلکتہ

اشعار اپنے راقم کو دکھاتے تھے انکی طبیعت مین نہایت شوخی ہے صاحب دیوان ہین

فرقت مین تڑپ ہاے یہ نوبت مری پہونچی ۔ دم ناک مین احباب مرے لائی ہین کیا کیا
ہر دم یہی کہتے ہین کہ کیون پہلے نہ سمجھے ۔ اب کہیے کہ بن آئی مرے جاتی ہین کیا کیا
کمبخت یہ پہلے نہ سمجھ آئی تھی افسوس ۔ دل دیکھے اوسے کیا کہین پچتاتی ہین کیا کیا

حیران تخلص حافظ بقا اللہ ولد حافظ ابراہیم خط نسق و نستعلیق خوب لکھتے تھے

بعد مرنے کی یہ خواہش ہے مری اے دوستو ۔ کچھ نہ خواہش مند عزت کا ہون نے توقیر کا
گرد تربت کے اک آئینہ ہو اور طوطی ہو آہ ۔ تاکہ جانے ڈھیر ہے حیران خوش تقریر کا

درد تخلص حضرت خواجہ میر دہلوی علیہ الرحمۃ خلف الرشید حضرت خواجہ محمد ناصر عندلیب قدس سرہما اشعار فارسی و ریختہ انکے نہایت پر درد ہوتے ہین موسیقی مین بہت خوب دخل رکھتے تھے کمالات صوری و معنوی انکے از حد مشہور ہین روز آدینہ بست و چہارم صفر سنہ ۱۱۹۹ ہجری قدسی مین آپ کا وصال ہوا ہے راقم نے انکے مزار مبارک کی زیارت کی ہے نالۂ درد و آہ سرد و سوز دل و شمع محفل و دیوان فارسی و اردو ان کے نظر سے گذرے

کہا مین یون تو مل جاتے ہو آکر بعد مدت کے ۔ اگر جا ہو تو یہ کیا تمکو اگر ہو نہین سکتا
لگا کہنے سمجھ اسباب کو ٹک تو کہ جلد اتنا ۔ ترے گھر آنے جانے مین مرا گھر ہو نہین سکتا

ولہ

میرے نالون پہ کوئی دنیا مین ۔ بن کیے آہ کم رہا ہوگا
لیکن اوسکو اثر خدا جانے ۔ ہوا ہوگا یا ہوا ہوگا

دل سوز تخلص خیراتی خان باشندہ قصبہ پٹیل مقیم دہلی شاگرد نصیر دہلوی نواب ظفریاب خان خلف مسٹر شمرو فرانسیس کی رفاقت مین رہتے تھے سکتی سے نہایت ذوق رکھتے تھے مدام مست رہتے تھے پورب مین جاکے انتقال کیا

وہ تو کہتے ہین راز دل اپنا ۔ نہ کسی اپنے یار سے کہنا
اور بیان دل کی بیقراری سے ۔ روز دو تین چار سے کہنا

قطعہ تخلص
راسخ تخلص شیخ غلام علی عظیم آبادی شاگرد مرزا محمد فدوی میر تقی کو بھی اپنے شعر دکھلاتے تھے ۱۲۳۸ ہجری میں انتقال کیا شعر ان کے اچھے ہوتے ہیں ان کے دیوان و مثنوی راز و نیاز و مثنوی حسن و عشق و مثنوی سبیل نجات نظر سے گذری +

علاقہ سے آزادگی تھی بسر + جنون جن دنون اپنا زنجیر پا تھا
نتھی فکر پوشش کی دیوانگی میں اس اندیشہ کو بینے تہ کر رکھا تھا
نہ بالین کی خواہش نہ بستر کی حسرت نہ پروا کلہ کی نہ شوق قبا تھا
فقط گرد کی تہ تھی پیراہن تن نہ کچھ اور پاس اسکی اپنے سوا تھا
الہی ارے کیا تو نے ای ہوشیاری لباس اپنے تن پر وہی خوشنما تھا

سلیس تخلص سید محب علی کا نپوری شاگرد مونس مرثیہ گو +

باہین گلے میں ڈال کے اوس شوخ نے کہا میں کامیاب وصل جو یکبار ہو گیا
مدت سے خفتہ بختی کا شکوہ تھا آپ کو کیسے نصیب آج تو بیدار ہو گیا

سودا تخلص مرزا محمد رفیع ولد مرزا محمد شفیع وطن انکا کابل مولد دہلی تلمیذ شاہ حاتم ایام شباب میں لکھنؤ میں جا کر نواب آصف الدولہ بہادر کے مقربوں میں منسلک ہوے تھے ۱۱۹۵ ہجری میں انتقال کیا سواے مثنوی کے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے لیکن قصیدہ گوئی میں اپنے عہد میں بے مثل تھے کلیات انکا نظر سے گذرا

سودا جو کبھی گوش سے ہمت کے سنے تو مضمون یہی ہے جرس دل کے فغان کا
ہستی سے عدم تک نفس چند کی ہے راہ دنیا سے گذرنا سفر ایسا ہی کہان ہے

وله

سودا قمار عشق میں شیرین سے کوہکن بازی اگرچہ پانسکا سر تو کھو سکا +
کس منہ سے پھر تو آپکو کہتا ہے عشقباز اے روسیاہ تجھسے تو یہ بھی نہو سکا

وله

بیٹھے یہ سودا سے کہا ایک دن غم ترے کیا سینے میں گھر کر گیا
سنکے کہا جو کوئی آیا سو یہان سیر بہ انداز دگر کر گیا

قطعہ منتخب

ایک جو مانند گل اس باغ مین — خرم و خندان ہو گذر کر گیا
آن کیا شبنم کی روش دوسرا — شام سے رو رو کے سحر کر گیا
کیا سمجھے اب فائدہ اس ذکر سے — ہر کوئی یک طرح بسر کر گیا

ولہ

سودا کی کہتے ہین کہ ہے اوس سے مصاحبت — کتنا غلط یہ حرف بھی مشہور ہو گیا
اور ونکی نسبت اندنون کچہ لگ چلا تھا وہ — دو چار چہڑ کیون ہین یہ دستور ہو گیا

ولہ

گرچہ رویا ہین ترے غم مین بہت سا لیکن — اپنے رونے کا مجھے رات مسلسل بہایا
خون کے ہر قطرہ پسے سے کہتا تھا یہی لخت جگر — تو قطرہ تک بہی نہ پہونچا کہ ہین یہ آیا

ولہ

تجھین عجب معاش ہے سودا کی اندنون — تو بہی ٹک اوسکو جا کے ستمگار دیکھنا
نے حرف و نے حکایت و نے شعر و نے سخن — نے سیر باغ و نے گل و گلزار دیکھنا
خاموش اپنے کلبۂ احزان مین روز و شب — تنہا پڑے ہوے در و دیوار دیکھنا
یا جا کے اوس گلی مین جہان تہا تر اگذار — لے صبح تا شام کئی بار دیکھنا
تسکین دل نہ اس مین بہی پائے تو پھر شغل — پڑہنا یہ شعر گر کبھی اشعار دیکھنا
کہتے تھے ہم نہ دیکھہ سکین روز ہجر کو — پر جو خدا دکہاے سو لاچار دیکھنا

ولہ

اک روز ایک یار نے اوس شوخ سے کہا — سودا کے دیکھنے سے تجھے عار ہی رہا
بولا کہ حق بطرف ہے اس امر مین کہ یار — جب سے ہوا وہ خلق بد اطوار ہی رہا
اتنا تو وہ برا ہے کہ چہرے کا اوسکی رنگ — بہر عمر اوسکی شکل سے بیزار ہی رہا

سوز تخلص محمد میر ولد میر ضیاء الدین اولاد مین حضرت قطب عالم گجراتی کے وطن انکا بخارا مولد دہلی نواب آصف الدولہ بہادر کے عہد مین لکھنو مین سکونت کی تہی خط شفیعا و نستعلیق خوب لکھتے تھے تیر اندازی مین اچھا دخل رکھتے تھے شعر اس انداز

سے پڑھتے تھے کہ مضمون شعر کی صورت بنا کے دکھلا دیتے تھے پہلے میر تخلص کرتے تھے جب میر تقی لکھنؤ مین گئے اونھون نے سوز تخلص کیا اشعار عاشقانہ انکے نہایت پرسوز ہوتے ہین اسّی برس کی عمر مین تلھرمین وفات پائی دیوان انکا نظر سے گذرا ✤

کھڑا نعش پر ہو کے بولا کہ ہے ہے
یہ کشتہ تو کچھ جان پہچان نکلا ✤

کھڑے رہنے والو اگر سوز ہے یہ
بھلا اس کے دل کا تو ارمان نکلا

شاعر تخلص ناصر پرست عرف میر کلو دہلوی حضرت خواجہ میر درد سے نسبت تلمذ و قرابت رکھتے تھے صاحب دیوان گذرے

تو نہ تھا افسوس ظالم کیا کہین
حال شاعر ہجر مین کیسا رہا

بیقراری جانکنی بے طاقتی
غم الم وحشت جنون سودا رہا

شیفتہ تخلص مخدوم مکرم جناب نواب حاجی محمد مصطفیٰ خان بہادر رئیس دہلی خلف عظیم الدولہ سرفراز الملک نواب مرتضیٰ خان بہادر مظفر جنگ شاگرد رشید حکیم مومن خان اوصاف حمیدہ ان کے بیان ہو نہین سکتے اشعار ان کے نہایت شیرین و نمکین ہوتے ہین دہلی مین رہنے کے ہنگام مین راقم کو انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا تذکرہ گلشن بیخار و رہ آورد حسرتی و دیوان اردو انکا نظر سے گذرا فارسی مین حسرتی تخلص کرتے ہین

کہا کل مینے اے سرمایۂ ناز
تلون سے ہے تمکو مدعا کیا

کبھی مجھپر عتاب بے سبب کیون
کبھی ہو جہ غیرون سے وفا کیا

کبھی محفل مین وہ بیباکیان کیون
کبھی خلوت مین یہ شرم و حیا کیا

کبھی تمکین صولت افسرین کیون
کبھی یہ غمزہاے جانفزا کیا

کبھی شعرون سے میری نغمہ سازی
کبھی کہنا کہ یہ تنے کہا کیا

کبھی بے جرم یہ آزردہ ہونا
کہ کیا طاقت جو پوچھو نہین خطا کیا

کبھی اس دشمنی پر مہر تسکین
یہ ہم جلوہاے دلربا کیا

یہ سب طول اور یہ سنگ تکلف
جواب اک مختصر مجھکو دیا کیا

ابہی اے شیفتہ واقف نہین تم — کہ باتین عشق مین ہوتی ہین کیا کیا — قطعہ منتخب

صبا تخلص میر وزیر علی ولد میر بندہ علی لکھنوی پسر خواندہ و خواہر زادہ میر اشرف علی نامی شاگرد آتش شعر صاف و عاشقانہ اچہا کہتے ہین ۱۲۷۲ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گزرا

عجب طرح کی حوادث ہین بحر ہستی مین — ہر اک کا حال یہان مثل نقش آب رہا
کمند لیکے وہین موج ہو گئی موجود — جہان ذرا سر اوٹہاے ہوے حباب رہا

ضبط تخلص منشی کنہیا لال سررشتہ دار کلکٹری ضلع فرخ آباد خلف موہن لال مراد آبادی

صدمے اوٹہا چکا تہا بہت عشق زلف مین — سمجہے تہے ہمتو دل کو کہ ہشیار ہو گیا
زنجیر کسی کے آج کہلے بال دیکہکر — ناداں پہر بلا مین گرفتار ہو گیا

طپش تخلص مرزا محمد اسمعیل عرف مرزا جان ولد مرزا یوسف بیگ سید جلال الدین بخاری کی اولادون مین تہے مولد و مسکن انکا دہلی وہان سے آکر لکہنؤ مین مرزا جہاندار شاہ بہادر کی رفاقت مین تہے اور اون کے حکم سے اپنے دیوان کو مرتب کرکے تاریخی اوسکا گلزار مضامین رکہا تہا بعد ازان بنگالہ مین آکر مدت تک ڈہاکہ مین نواب شمس الدولہ بہادر کی رفاقت مین رہتے تہے سنسکرت مین اچہا دخل رکہتے تہے کسب سخن حضرت خواجہ میر درد سے کیا تہا شعر اچہا کہتے تہے خصوصاً مقطعات ان کے لاجواب ہوتے ہین کلیات انکا نظر سے گذرا

ہو اجازت تو بزم مین تیرے — آج رہنا ہو گوشہ گیرون کا
اب کہان جائین سر پہ آئی شام — تیرا در ہے فقیرون کا

ولہ

خاک پر کل جو نقش پا کی طرح — اوسنے میرے تئین گرا پایا
خوش ہوا اتنا دیکہکر گویا — خاک پر سے ہے کچہ پڑا پایا

ولہ

جب طپش کو نہیں بوسہ ملے اوس لب سے خبر
تب فقیروں کی طرح شعر وہ پڑھتا ہے چلا
بیٹھے رہتے ہیں کسی پر زور نہیں یا محبوب
جو دے اوسکا بھی بھلا جو نہ دے اوسکا بھی بھلا

ولہ

یک چند طرف کعبہ میں ہو حق کیا کیے
یک چند رہے دیر میں شور و فغان کیا
لیکن ہزار شکر کہ پھر آخر اختیار
میخانہ میں توسل پیر مغان کیا

ولہ

بوسہ دیتے دیتے کل کچھ سوچکر جو ہٹ گیا
تھا کسی غماز کا شاید وہ بہکایا ہوا
یہ بھی سب جھوٹ اپنی قسمت ہی بری ہے ورنہ تو
منہ سے پھر جائے نوالا یک بیک آیا ہوا

ولہ

کنج تنہائی میں کوئی مونس و ہمدم نہیں
اب در و دیوار سے جی ہمکو بہلانا ہوا
آج کو ہوتا جو دل تو ایک سے دو ہوتے ہم
آہ اس مرحوم کا کس وقت مرجانا ہوا

ولہ

کچھ بھی آثار آتے ہیں دلا تیرے خلاف
ہے یہی صورت تو جینا تجھکو مشکل ہوئیگا
نگاہ تو وارفتہ گیسو کے ہے بیمار چشم
ایک جی تیرا بھلا کس کس پہ مائل ہوئیگا

ولہ

دل میں آتا ہے کہ اوس شوخ کی محفل میں کبھی
ساتھ لیجاؤن کوئی اور طرحدار لگا
یون کرون عرض کہ ہے جنس یہ دلکی حاضر
قیمت بوسہ پہ دیتا ہون میں ناچار لگا
آپ لیتے ہیں تو لیں ورنہ کہو دون اسکو
ساتھ پھرتا ہے کئی دن سے خریدار لگا

ولہ

کل طپش ہمنے جو دیکھا ایک فرد [illegible]
لیتے پہ [illegible] اوسکے بھی مرقوم تھا
فاتحہ پڑھ جا او میری [illegible]
مین بھی [illegible] مرحوم تھا

عشق تخلص حکیم عزت اللہ خان دہلوی خلف حکیم میر قدرت اللہ خان قاسم صاحب [illegible]

قطعہ منتخب

تذکرہ حکیم ثناء اللہ خان فراق سے کسب سخن کرتے تھے اور اپنے والد ماجد سے بھی استفادہ کیا تھا فن طبابت مین اچھا دخل رکھتے تھے شعر اچھا کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

اپنے مقتولوں کی تربت پہ جب اے رشک چمن
تو نے دو تا کوئی پھول لگا چڑھایا ہوگا
تا قیامت سجدہ اپنے کفن کے اندر
پھر تو پھولا نہ خوشی سے وہ سمایا ہوگا

فدوی تخلص مرزا محمد علی عرف مرزا پچھو دہلوی شاگرد شاہ گھسیٹا عشق احمد شاہ بادشاہ کے وقائع نگار تھے آخر ایام مین عظیم آباد مین سکونت اختیار کی تھی دیوان انکا نظر سے گذرا

خدا جانے فدوی سبب کچھ تو ہے
جو اب وہ اب ہوکے بیدل گیا
وگرنہ اوسے ایک دم چین تھا
ادھر جیسے روٹھا اودھر مل گیا

ولہ

وقت رخصت جو مرتے مرتے بچے
اتنے دن اور ہیچ پانا تھا
جیتے تھے ہجر کے لیے فدوی
یون خدا کو بھی دن دکھانا تھا

ولہ

کچھ خبر تجھکو بھی ہے فدوی کی یار
کل جو گھر مین شام سے بیہوش تھا
صبحدم بالین پہ جون شمع و چراغ
کوئی روتا تھا کوئی خاموش تھا

ولہ

آتش شوق نے ہمین مارا
گر کبھی وہ دو روز و شب ہوگا
بن ملے تو یہ حال ہے فدوی
وہ ملیگا تو کیا غضب ہوگا

قائم تخلص شیخ محمد قیام الدین باشندہ چاند پور توابع سنبھل متوطن دہلی شاگرد سودا [illegible] انتقال کیا شعر خوب کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

شام یا صبح یہان پہ جب قائم
سیج [illegible] کہ مر ہی جاسیے گا
بس کئی دن جو زیست ہے اسپر
کس کی منت بہشت اوٹھائیے گا

بس ہے جینے کو چند روز کو اشک — لخت دل جب تلک ہی کھائے گا

ولہ

کہاں تک یار کے قائم رہے اس عالم سے — رفتہ رفتہ جو گذر جانے کا مذکور گیا
سیکھے اتنا تو کہا حیف کہ اس دنیا سے — ناز برداری معشوق کا دستور گیا

قبول تخلص مرزا مہدی علی خان لکھنوی مخاطب بہ مقبول الدولہ خلف مولوی محمد مرزا شاگرد ناسخ شاہ واجد علی بادشاہ اودہ کے مصاحب تھے کلکتہ مین بادشاہ کے ہمراہ آئے تھے رستم کے دوستون مین تھے ترجمہ شمشیر خانی اور دیوان انکا نظر سے گذرا شعر صاف عاشقانہ اچھا کہتے ہو [illegible] ہجری مین لکھنؤ مین جاکر وفات پائی

قطعہ

وعدہ آنے کا کیا تھا اور تم آئے نہ تھے — آہ میرے منہ پہ کہتے تھے اثر لینے گیا
نالہ غل کرتا تھا دل سینے کیا مطلب ترا — کرتے تھے ہر پل اشارہ چشم تر لینے گیا
جذب دل کہتا تھا کھینچا ہے ادھر لینے ادھر — عشق کہتا تھا یہ کار سخت تر لینے گیا
اور کلیجے کی پھڑک کہتی تھی جو جو ہے وہ سر — کر دیا بیتاب اور راہی ادھر لینے گیا
کہتے تھے سینے کی آگ اوس بت کا دل گرم گرم — مہربان مدت پہ میرے حال پر لینے گیا
الغرض شرمندۂ احسان پہ سب کرتے رہے — انتظار آمد آمد تا سحر لینے گیا
تم نہ آئے رات بھر کیا زور تھا تم سے مگر — شہر سارا ان سبکو اے رشک قمر لینے گیا

ولہ

بدل ہے انس سرور و الم سے گو مجھکو — نفاق انمین ہے ہر اک ہم نہین رہتا
جو غم ہوا تو فراق سرور مین رو دیا — ہوا سرور تو غم ہے کہ غم نہین رہتا

ولہ

ارے پری جو ہے کسو اثر سے عاشق کو ہوا — وہیان یک لخت طبیبون کو مرا بھول گیا
نبض دیکھی جو کسی نے تو اوڑ گئے ہوش — نسخہ لکھنے کو جو بیٹھا تو دوا بھول گیا

کمال تخلص شاہ کمال الدین حسین باشندۂ کرا مانکپور شاگرد جرأت

وفا قیام الدین قایم بزرگ ان کے ارباب مناصب تھے یہ درویشی اختیار کرکے سیاحت کرتے تھے انکا دیوان اور تذکرہ شعراے اردو نظر سے گذرا شعر اچھا کہتے تھے

آہ جو کچھ ہمسے ہوسکتا سو کرچکتا ولیک	ایک دن تمکو نہ شوق کار فرمائی ہوا
اور دکھلایا تماشا مجکو وحشت نے کمال	مین تماشائی تھا جسکا وہ تماشائی ہوا

کوکب تخلص مرزا غلام حسین خان شاگرد محمد صادق خان اختر بشیر لکھنؤ مین رہتے تھے اور فارسی کہتے تھے

صبا اتنا پیام جان محزون اوس سے کہدینا	کہ اے بے رحم کر موقوف اب تو امتحان اپنا
جدائی سے ترے دم آرہا ہے اسدم لبون تک	جو آنا ہو تو آ ہوتا ہے رخصت میہمان اپنا

مصحفی تخلص غلام ہمدانی باشندۂ قصبۂ امروہہ ضلع مراد آباد ولد ولی محمد شاگرد ماتی شروع جوانی مین دہلی گئے تھے آخر الامر لکھنؤ مین جا کر اپنی زندگی بسر کی کچھ روز ون مرزا سلیمان شکوہ بہادر کی رفاقت مین تھے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اور پر گو ایسے کہ آج تک شعراے اردو مین دوسرا نظر نہ آیا چنانچہ آٹھ دیوان اور دو تذکرے اردو مین اور ایک دیوان فارسی بجواب نظیری نیشاپوری اور ایک تذکرہ فارسی مین لکھے ہین اشعار ان کے نہایت آبدار و عاشقانہ مطبوع طبائع طبا عان زمانہ ہین کئی دیوان اور تذکرے ان کے نظر سے گذرے

یوسف بھی اپنے عہد مین کچھ تجھسے کم نتھا	اوسکا بھی حسن رونق بازار ہو گیا
پر تو وہ جنس نغز ہے بازار دہر مین	سودے مین جسکے محو خریدار ہو گیا

ولہ

پکڑ کر ہاتھ اوسکا مین لیا چوم	ملا پانچہ اوسنے جب جھپر اوٹھایا
وہ غافل تھا فریداری سے یعنی	فریادون چاہ کا اوسکو جتایا

ولہ

پٹی کے نیچے پایا تعویذ ونکا دفینہ	کہتے ہین کل یہ اوسکے بھر ار گھر سے نکلا

جادو کیا تھا اوسنے میرے لیے جیب اولٹا	اتنی ہی بات پر بس اغیار گھر سے نکلا

ولہ

یک بوسہ مانگتا تھا مصور کے لب سے جان	ہین جنس حسن کا تو خریدار گچہ نہتا
پر حیف تم سے اتنی بھی ہمت نہو سکی	اس مین زیان خوبی رخسار کچہ نہتا

ولہ

اے مصحفی مین تجھسے کہون ایک ماجرا	سنتا ہے اسطرف کو ٹک اے یار دیکھنا
لیکن بشرط آنکہ تجھے میرے ہی قسم	کیجو کسی سے اسکو نہ اظہار دیکھنا
کچہ اندنون مین آگے کے نسبت ترا رفیق	بے طرح ہو چلا ہے بد اطوار دیکھنا
باور نہین ہے تجھکو اگر یہ مرا سخن	تو آپ جاکے تو بہ شب تار دیکھنا
دیوار و در سے لگ کے یک لحظہ چشم گوش	سننا یہ حرف اور یہ اسرار دیکھنا
چھیڑے ہے اوسکو غیر تو کہتا ہے اوس سے یون	کوئی کھڑا نہو پس دیوار دیکھنا
پس اس طرح سے یکدگر اوس شعر کی تین	ہے ہر کسی سے گرمی بازار دیکھنا

مفتون تخلص منشی قادر بخش باشندہ ہوگلی آخر ایام مین بصارت اونکی جاتی رہی تھی چار سال کا عرصہ گذرا کہ انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے راقم کے ملاقاتیون مین سے تھے

یاد مین اوس گل کے رویا صبح جو گلشن مین مین	بلبلان باغ مین اک سخت ماتم ہو گیا
غنچے نے پھاڑا گریبان گل کا دامن چاک تھا	چشم نرگس سے بھی جاری اشک شبنم ہو گیا

ممنون تخلص میر نظام الدین مخاطب بہ فخر الشعرا اوستاد محمد اکبر شاہ ثانی بادشاہ دہلی خلف میر قمر الدین منت مخاطب بہ ملک الشعرا اپنے والد سے کسب سخن کرتے تھے وطن انکا سونی پت مولد و جاے تربیت دہلی مدتون لکھنؤ مین رہے آخر عمر مین اجمیر کی کوہستان مین سکونت کی تھی شعر نہایت شیرین و نمکین کہتے تھے سنہ ۱۲ ہجری مین انتقال کیا شاعر شیرین زبان ہند ان کے وفات کی تاریخ ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

صنعف ہے مانع تحریر و لیکن قاصد اوسے پیغام زبانی یہ سنانا اپنا
مثل شمع سحری رہگذر شوق مین یہان دم ہے یہان ہونٹون پہ اے ماہ یگانا اپنا
اگر آنا ہے تو آ ورنہ کوئی دم مین رب عدم آباد کو نزدیک ہے جانا اپنا

منحور تخلص منشی اسد اللہ معروف بہ علی جان ولد منشی حیدر علی حیدر مرحوم باشندہ چھچھڑہ ضلع ہوگلی بزرگوار ان کے ولندیزون کے عہد مین دہلی سے آکر وہین بسے تھے انکا بلد چھچھڑہ جاے تربیت دار الامارت کلکتہ فکر بلند و طبع ارجمند رکھتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین صاحب دیوان ہین

گاہ روتا ہون گہے ہنستا ہون اپنے دھیان مین شکل دیوانہ کبھی پھرتا ہون گھبرایا ہوا
دیکھکر کہتا ہے کوئی ہے اسے آسیب جن کوئی کہتا ہے پری کا ہے اسے سایا ہوا
پر نہین واقف ہے کوئی ایک سے لی تا ہزار ایک گل رشک چمن پر دل جو ہے آیا ہوا

منصف تخلص منصف علی خان باشندہ عظیم آباد مقیم دہلی شاگرد نظام الدین خان ممنون قوم افغان سے تھے فارسی مین مہارت تام رکھتے تھے

جی ڈہر کتا ہے ہاے قاصد نے جب کہ نامہ اوسے دیا ہوگا
پڑہکے احوال زار منصف کے در جواب اوسنے کیا کہا ہوگا

منظور تخلص فخر الدین خان خلف منشی تحسین الدین خان مرحوم تحسین داروغہ ضلع راج شاہی باشندہ موضع جوت پرتاب متعلق مالدہ شاگرد راقم الحروف طبیعت انکی فن شعر سے نہایت مناسبت رکھتی ہے

کیا خوشی کے مثل بلبل روز و شب تہے چہچہے جن دنون آغوش مین وہ غیرت گلزار تھا
گرم رہتا تھا سدا ہنگامۂ عیش و طرب شمع بزم عیش وسکا شعلۂ رخسار تھا
پیار کی باتین تھین ہر دم اور الفت کی نگاہ میرے دلجوئی کا خواہان وہ شکر گفتار تھا
دور گردون سے تھا امن و دور مین تھا جام مے نقل مے وہ بوسۂ لبہاے شکر بار تھا
تفرقہ پرداز گردون رشک کھاتا تھا مدام وصل شوخ مہ جبین تھا طالع بیدار تھا
رات بھر منظور اب روتا ہون کہہ کہہ یہی ہاے وہ دن کیا ہوے جو مین تھا اور دلدار تھا

مومن تخلص حکیم محمد مومن خان مرحوم خلف حکیم غلام نبی خان مغفور دہلوی شاگرد شاہ نصیر دہلوی سنہ ۱۲۶۸ ہجری مین قضا کی ماتم مومن خان انکی وفات کی تاریخ ہے علم نجوم و طب مین خوب دخل رکھتے تھے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اشعار انکے پر مضمون و شیرین و عاشقانہ و نمکین ہوتے ہین کلیات انکا نظر سے گذرا

زانوی بت پہ جان دے دیکھا | مومن انجام و اختتام مرا
بندگی کام آرہی آخر | مین نہ کہتا تہا کیون سلام مرا

ولہ

دلکی بیقراری سے ہر طپش زمین فرسا | ہر خرمن گردون شعلہ ہر فغان اپنا
دیکھیے بس مرون حال جسم و جان کیا ہو | مدعی زمین اپنی دشمن آسمان اپنا

ولہ

وہ نوجوان عابد و زاہد کہ سب جسے | کہتے تھے مومن اور بہت دیندار تہا
کل ایسے حال سے نظر آیا کہ کیا کہون | جو تہا سو اوسکو دیکھکے زار و نزار تہا
غیرت کی جا ہے اون صنمون نے کیا خراب | ملنے سے جنکے معتقد ننگ و عار تہا
بیمار کر دیا شب ہجر بتان نے آہ | کیا ہو گئے وہ روز کہ پرہیزگار تہا
یا تو ہمین ڈراتے تھے خورشید حشر سے | یا اپنے سر پہ داغ جنون شعلہ بار تہا
اختر شماری شب غم نے بہلا دیا | جتنا خیال پرسش روز شمار تہا
ہر ایک کی طرف نگہ بیکسانہ تھی | کسکی نگاہ لطف کا امیدوار تہا
ہمت سے اور ناز اوٹھانیکی آرزو | باقی تھی گو کہ ضعف سے جینا بھی بار تہا
ہر دم ہوا ہی آہ سی اوڑتی تھی منہ پہ خاک | جتنی کہ سر مین گرد تھی دلمین غبار تہا
زخمون مین بسکہ مثل سپر اتہا ہین کیا کہون | عالم بدن کا اوسکے عجب لالہ زار تہا
آنکھون سے چند جدول خونناب تھین روان | چہرہ جو ناخنون سے سراپا فگار تہا
نے راحت فگار نہ آسایش و شکیب | نے طاقت و توان نہ سکون و قرار تہا
نے ہوش و نے حواس آرام و نے قرار | نے صبر و نے تحمل و نے اختیار تہا

کیا کشمکش نے دونونکو بیحال کر دیا	نے زور ہاتھ مین نہ گریبان مین تار تہا
جنبش بہی تہی محال تڑپنا تو یک طرف	کاہیدہ جسم ضعف سے کوہ وقار تہا
ہو خود ہی ہیچ اس تو احوال درد دل	کس سے کہو خبر ہی نہین کون یار تہا
گو ہاتہہ سے اشارہ تہا نے زبان سے بات	تو بہی تو حال دست و زبان آشکار تہا
اسواسطے کہ خاک پہ انگشت دست سے	رحمی سجال بندہ خدایا نگار تہا
اور اک یہ شعر شعلہ فشان و زبانہ خیز	تبخالہ ریز کام و زبان بار بار تہا
آغاز کار عشق مین انجام کار تہا	مین کیون فنای ہستی بی اعتبار تہا

میر تخلص میر محمد تقی اکبر آبادی ولد میر عبد اللہ شاگرد وہمشیرہ زادہ سراج الدین علیخان آرزو عنفوان شباب مین دہلی مین گئے تہے وہان سے لکھنؤ مین جاکر سکونت اختیار کی تہی نواب وزیر کی سرکار سے انکا وظیفہ مقرر ہوا تہا ۱۲۲۵ھ ہجری مین فوت کی سوائے قصیدہ کے جمیع اصناف سخن پر قادر تہے خصوصاً مثنوی و غزل گوئی مین لاثانی تہی اشعار ان کے بنہایت مرتبہ رتبہ بلند رکہتے ہین فرط اشتہار سے حاجت بیان نہین انکے چہ دیوان ریختہ مع قصائد و مثنوی نظر سے گذری ایک دیوان فارسی ایک تذکرہ شعرا ایک رسالہ میر فیض بہی ان سے یادگار ہے انکی استادی سے کسیکو انکار نہین

کل پاون ایک کاسۂ سر پر جو پڑ گیا	یکسر وہ استخوان شکستون سے چور تہا
کہنے لگا کہ دیکہکے چل راہ بے خبر	مین بہی کبہی کسیکا سر پر غرور تہا

ولہ

اشک تر قطرۂ خون لخت جگر پارۂ دل	ایک سے ایک عدد آنکہ سے بہتر نکلا
کنج کاوی جو کی سینے کی غم ہجران نے	اس دفینے مین سے اقسام جواہر نکلا

ولہ

آئے نظر جو گور سلیمان کے ایکدن	بالین پہ اوس مزار کے تہا یہ رقم ہوا
اوسر کشو جہان مین کہینچا تہا ہمنے سر	پایان کار مور کی خاک قدم ہوا

ولہ

بتون کے عشق نے بے اختیار کر ڈالا — وہ دل کہ جسکا خدائی مین اختیار رہا
وہ دل کہ شام و سحر جیسے پکا پہوڑا تہا — وہ دل کہ جس سے ہمیشہ جگر فگار رہا
تمام عمر گئی اوسپہ ہاتہہ رکہتی ہے — وہ دردناک علی الرغم بیقرار رہا
ستم مین غم مین سرانجام اوسکا کیا کہیے — ہزار رون جسے تین سہین لکے جیکو مار رہا
بہا تو خون ہو آنکہونکی راہ سے نکلا — رہا جو سینہ سوزان مین داغدار رہا
سو اوسکو ہمسے فراموش کاریون لیگیئے — کہ اوس سے قطرۂ خون بہی نہ یادگار رہا
گلی مین اوسکی گیا سو گیا نہ بولا پہر — مین میر میر کر اوسکو بہت پکار رہا

ولہ

بے زری کا نکر گلہ غافل — رہ تسلی کہ یون مقدر تہا
اتنے منعم جہان مین گذرے — وقت رحلت کے کس کنے زر تہا
صاحب جاہ و شوکت و اقبال — ایک زان جملہ اب سکندر تہا
تہے یہ سب کائنات زیر نگین — ساتہہ مور و ملخ سا لشکر تہا
لعل و یاقوت و ہم زر و گوہر — چاہیے جس قدر میسر تہا
آخر کار جب جہان سے گیا — ہاتہہ خالی کفن سے باہر تہا

ولہ

یہان بلبل اور گل پہ تو عبرت سے آنکہ کہول — گلگشت سرسری نہین اس گلستان کا
گل یادگار چہرۂ خوبان ہے بے خبر — مرغ چمن نشان ہے کسی خوش زبان کا

ناسخ تخلص شیخ امام بخش لکہنوی صاحب تذکرۂ سراپا سخن سید محسن علی محسن نے انکو ولد شیخ خدا بخش تاجر لاہوری کرکے لکہا ہے لیکن یہ تاجر مذکور کے غلام مشہور تہے چنانچہ خود شیخ امام بخش ناسخ نے اس امر کو منتفع کرنیکے لیے رباعی موزون فرمائی ہے واللہ اعلم بالصواب

رباعی ناسخ

کہتے رہے اتمام عداوت سے غلام — میراث پدر مین جب [illegible] ناکام

اس دعوی باطل سے ستمگارونکو
حاصل یہ ہوا کرگئے مجکو بدنام

ولہ

مشہور ہے گرچہ افترائی احمام
پر کرتے نہین غور خواص و عوام
وارث ہونا دلیل فرزندی ہے
میراث نہ پاسکا کبہی کوئی غلام

غرض اشعار انکے بغیر مثالیہ اور نہایت پرمضمون ہوتے ہین اکثر اشعار شعراے متقدمین ومتاخرین فارسی گو کو نہایت فصاحت وبلاغت کے ساتہ ترجمہ کیا ہے مشہور ہے کہ کچہ روزون محمد علیسے تمنا شاگرد مصحفی سے اصلاح لیکر منحرف ہوگئے تہے سواے غزل اور رباعی کے اور کسی صنف سخن مین دخل رکہتے نہ تہے ۱۲۸۵ ہجری مین فوت کی کلیات انکا نظر سے گذرا

گذر ناگاہ جو میرا ہوا شہر خموشان مین
عجب نقشہ نظر آیا وہان شاہان عالم کا
کہین آئینۂ زانوے سکندر کا شکستہ تہا
کسی جانب پڑا تہا کاسہ سر خاک مین جم کا

ناظم تخلص نواب یوسف علی خان بہادر والی رامپور خلف الصدق نواب محمد سعید خان بہادر شاگرد اسد اللہ خان غالب علم عربی وفارسی مین اچہی دستگاہ رکہتے ہین شعر صاف عاشقانہ خوب کہتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا

اغیار سے دیکہکر ترا ربط
دل میرا جو بیقرار ہوگا
جابیٹہونگا در پہ غیر کے مین
کیا یہ بہی نہ ناگوار ہوگا

ولہ

دوست اور یہ ضد کہ جو اوس سے کہا
کہکے لوگون نے مجہے رسوا کیا
ملنے چلکر بات کرنی چہوڑ دی
اوسنے چپ رہنے کا بہی چرچا کیا

نالان تخلص میر وارث علی خلف میر رزاقی باشندہ بہار شاگرد اشرف خان فغان صاحب دیوان گذرے

نالان جو ایکدن مین کہا انسے یار سے
ملنا بہی اب ترا مجہے دشوار ہوگیا
میرے زبان سے ہوتے نہ پایا سخن تمام
بولا ہی وہ جہڑک کے بہت بار ہوگیا

ناسخ تخلص جامع اوراق ہیچ میرز عبد الغفور غفر لہ ذنوبہ

کرتے ہین اونکے تصور سے جو ہم شکوہ بخت — کہ کسی رات مجھے وصل میسر نہوا
خواب مین آکے وہ فرماتے ہین ایسے تو سہی — وعدہ وصل وفا آپ سے کیونکر نہوا

ولہ

تجھسے ناسخ کہے کیا کہ عجب حالت تہی — جس گھڑی رات کو بیمار ترا مرتا تہا
کوئی یسین سناتا تہا کھڑا بالین پر — اوسکے حق مین کوئی رو رو کے دعا کرتا تہا

ولہ

بیوفائی سے رقیبون کے ہیے بچتا نا کیا — معتبر آگے کبہی قول کسیکا نہوا
تم مری باتون کو مجذوب کی بڑ جانتے تھے — کہیے جو مینے کہا تہا وہ ہوا یا نہوا

نظیر تخلص ولی محمد اکبر آبادی روضہ ممتاز محل عرف تاج گنج کے متصل رہتے تہے معلمی کرتے تہے بیشتر مخمس و مسدس و ترجیع بند کہتے تھے کلیات انکا نظر سے گذرا

عجب سیر دیکھی نظیر اس چمن کی — ابہی وصل تہا نرگس و نسترن تہا
ابہی یکدگر جمع تہے سنبل و گل — ابہی تہا ہجوم سرو و سمن تہا
ابہی چہچہے بلبلون کے عیان تہے — ابہی شور تہا قمری نعرہ زن کا
گھڑی بہر گئے پہر جو دیکھا یہ عالم — کہ نام و نشان بہی نہتا وہان چمن کا

وزیر تخلص خواجہ محمد وزیر لکھنوی خلف خواجہ محمد فقیر نامی شاگرد امام بخش ناسخ سلسلہ انکے نسب کا خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے شعر اچہا کہتے تہے ۲۲ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲ ہجری مین فوت کی دیوان انکا نظر سے گذرا

جانے لگا جو بزم سے وہ شہسوار حسن — دریا روان ہوا مرے چشم پر آب کا
مانند موج اسپ نے جب کی شناوری — حلقہ بہنور کا بنگیا حلقہ رکاب کا

ہدایت تخلص ہدایت اللہ خان دہلوی مرید و شاگرد حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ شعر صاف و شیرین کہتے تہے سنہ ۱۲۱۵ بارہ سو پندرہ ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گذرے

قطعہ منتخب

کیا دن تھے وہ بھی آہ ہمیشہ اکجا ہن و نون
رات انکو اپنے پاس وہ گلفام رہگیا

مدت ہوئی ہے انسے ملاقات بھی نہین
آنے سے بلکہ نامہ و پیغام رہگیا

ہمدم تخلص میر محفوظ علی عظیم آبادی مقیم مرشد آباد خلف میر محمد حیات حسرت تخلص شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرت

اکدن مانگا تھا بوسہ مینے اوس سے پیار سے
سنتے ہی اس بات کے غصہ ہو فرمانے لگا

کیون جی تم کرنے لگے ہو قصد گستاخی یہان
یہ خیال اب آپکے خاطر مین بھی آنے لگا

ہوس تخلص نواب محمد تقی خان خلف نواب مرزا علی خان بن نواب سالار جنگ باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب تذکرہ سراپا سخن نے جو لکھا ہے کہ لیلی و مجنون کے مضمون سے کوئی غزل انکی خالی نہین محض غلط ہے اشعار ان کے بحر متقارب و متدارک مین بہت خوب ہوتے ہین انکی مثنوی لیلی و مجنون و دیوان نظر سے گذرے

کیا غضب ہے کہ کسی سے نکرون بات بھی مین
بیٹھے چپ رہنا ہی بھاتا ہے مرا تمکو کیا

تم خفا ہوگئے کیون یہ بھی ستم ہے کوئی
اپنی قسمت کا مین کرتا ہون گلا تمکو کیا

وله

درمیان میرے اور اونکے خفگی تھی یار و
لیکن اسبات مین یاد کیا تمکو کیا

دردسر دشمنونکو اونکو ہوا رات سو مین
جون ہی گھبرا گئے یہ بولا کہ ہوا تمکو کیا

تانکر منہ پہ دوپٹا بدم سرد کھا
تم لگے پوچھنے کیون میر اٹھا تمکو کیا

وله

ہر چند وہ سوئے مری چھاتی سے لپٹکر
لیکن مجھے اوس رات بھی آرام نہ آیا

و ہر گئے سحر شب ہجر کے مضطر ہی تا مین
کچھ وصل کی لذت کا مزا مینے نہ پایا

ردیف باے موحدہ

جرأت تخلص پیچھے ایان حال انکا بشتر تحریر ہو چکا ہے۔

قطعۂ منتخب

باطن مین وہی لاگ ہے آپس مین اگرچہ — جا سوسون کے خطرے سے ملاقات نہین اب
اللہ پہ روشن ہے دلون کی تو حقیقت — ظاہر مین یہ کچھ حرف و حکایات نہین اب

ولہ

اس لیے بیٹھتے اوٹھتے گئے تھے اوسکی طرف — وصل تا اوسکا کسیطرح سے ہو جاوے نصیب
سو یہ ہے اوٹھے ہی گھر طالع برگشتہ ہے — دیکھین کب منزل مقصود کو پہنچاوے نصیب

قمر تخلص مرزا قمر الدین خان صاحب عرف مرزا حاجی نائب مرزا غازی الدین حیدر والی لکھنؤ خلف منشی مرزا جعفر استاد بیلی صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ باشندہ لکھنؤ شاگرد مرزا قتیل ہر دو زبان مین شعر کہتے ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

جب سے کہنے وہ لگے کل کہ نہین کچھ معلوم — کسپہ تم مرتے ہو صاحب تمہین کیا ہے مرغوب
درد دل ہے یہی کہیے کہ کرین کچھ تدبیر — کون سرو قد ہوش ربا ہے مرغوب
سنتے رو رو یہ کہا کیا کہون اپنا احوال — ایک عیار دل آزار مرا ہے مرغوب
پر زبان تک نہین لا سکتا ہون نہین اوسکا نام — کوئی دنیا مین نہین اسکے سوا ہے مرغوب
ہنسکے کہنے لگے چپ رہیے نہ بکیے اتنا — بول چال آپکے بھی نام خدا ہی مرغوب

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

دیکھو سنبھلکے تمہین کہتے ہین ہم باز آؤ — ناصحہ لوگ ہین یہان کے یہ زمانا نہین خوب
متہم ہوگے میان مصحفی ان باتون مین — کوچۂ یار مین ہر وقت کا جانا نہین خوب

مومن تخلص حکیم مومن خان دہلوی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

کسپہ بگڑے تھے کسپہ غصہ تھا — رات تم کسپہ تھے خفا صاحب
کسکو دیتے تھے گالیان لاکھون — کسکا شب ذکر خیر تھا صاحب

میر تخلص میر محمد تقی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

شکوہ عبث ہے میر کہ جیتے ہین سو ہزار — یاد دلکا حال رہتا ہے درہم تمام شب
گذرا کیے خوشی سے جہانمین تمام روز — سکلی کٹی زمانے مین بے غم تمام شب

نظام تخلص نظام شاہ باشندہ رامپور بیلی +

کبھی دیکھا کیے قطرہ تدیا ایک کو بھی
شمع کی رال ٹپکتی تھی کبھی جام کو دیکھ

رات بیٹھے رہے ہم اور بہت پیے پھر شراب
ہانکتا تھا کبھی منہ کھول کے گلگیر شراب

ردیف باے فارسی

مسرور تخلص سید محمد علی ولد سید علی طباطبائی نواسہ میر شیر علی افسوس باشندہ کلکتہ شعر عاشقانہ اچھا کہتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین اطراف ایران و پنجاب و ہندوستان و رنگون وغیرہ بہت سے ملکون کی اور شہرونکی سیر کی ہے ۔

راہ مین پا کے جو اوس بت سے کہون
کہے منہ پھیر کے اک شوخی سے

میرے گھر بھی تو کبھی آئیے آپ
پہلے منہ اپنا تو دھو آئیے آپ

ردیف تاے فوقانی

جرأت تخلص قلندر بخش پیشتر حال انکا تحریر ہو چکا ہے +

شب وصال مین جو کچھ تھے عیش سو وہ کہان
کہ شغل اور تو کیا ہے مگر گپ کرنا

عجب طرح سے گذرتی ہے اب ہماری رات
فغان و نالہ و فریاد و آہ و زاری رات

ولہ

جدا ہوئے ہون جو اوس سیم بر سے تا دم صبح
یہ ہائے اب تو وہ صحبت نہین ہے خواب مین بھی

میسر ایسی بھی آئی ہے لاکھ باری رات
اسی خیال مین ہم جاگتے ہین ساری رات

ولہ

کہا مینے جو کل اوسکو کہ چل ٹک پاس جرأت کے
تو بولا وہ بت کافر خدا کا نام لو صاحب

دم آخر غنیمت جان اوس بیمار کی صحبت
غضب ہے مین بھلا اور ایسے بد اطوار کی صحبت

ذوق تخلص خاقانی ہند شیخ محمد ابراہیم مرحوم دہلوی شاگرد نصیر دہلوی استاد جنت آرام گاہ بہادر شاہ بادشاہ دہلی جمیع اصناف سخن پر قادر تھے مضامین تازہ و عالی و عاشقانہ خوب باندھتے تھے راقم الحروف کے زعم مین ریختہ گویون مین اس وقت کا

شاعر پیدا نہین ہوا سنہ [illegible] ہجری مین راہی ملک بقا ہوے دیوان انکا نظر سے گذرا

قطعہ

کل ایک تارک دنیا سے مینے پوچھا ذوقی — کہ تو اوکھڑ کے ادہر سے اودہر ہوا پیوست
گذرتی ہوگی بہ آرام زندگی تیری — کہ تجکو اب نہ غم نیست ہے نہ شادی ہست
کہا یہ اوسنے کہ قید حیات مین انسان — کبھی نہوگا دل آسودہ گو ہو مست الست
اوٹھاسے ہاتھ جہان سے ولیک کیا امکان — کہ با فراغ کرے کنج عافیت مین نشست
چھٹا جو کوئی گرفتاریون سے دنیا کے — تو سلسلہ مین فقیری کے پہر ہوا پابست
رہا وہ خدمت مرشد کی قید مین برسون — کہ حق پرست ہو وہ پہلے جو ہو پیر پرست
گر ایک عمر مین پہنچا مقام اعلے پر — کہا یہ شوق نے ہو ہمت بلند نہ پست +
جو دستگاہ تصرف مین بہی ہوے اوسکو — تو یہ ارادہ ہوا اور بہی ہون بالا دست
ہمیشہ جنگ رہی بعد صلح کل کی بہی — کہ نفس دشمن سرکش ہے اسکو دیجے شکست
جو ہوشیار ہے تو بہی وہ شرع کا پابند — پہنسا ہوا ہے وہ کیفیتون مین گر ہو مست
نہین ہے دام علایق سے مطلق آزادی — مجال کیا کہ نکلجاے کوئی کرکے جست
کہا ہے خوب کسینے یہ شعر برجستہ — گیا زبان سے نکل اسکی جیسے تیر از شست
کہ کرد قطع تعلق کہ ام شد آزاد — بریدہ زہمہ باخدا گرفتار است

طپش تخلص مرزا جان حال انکا پیشتر تحریر ہوچکا ہے +

طپش مین کیا کہون احوال شب کی صحبت کا — نپوچھ گذری جو کچھ مجھپہ بیقراری رات
کہ مین ادہر تو بلا مین لیا گیا اور اودہر — نہین نہین ہی مین اوسنے گذاری ساری رات

ظفر تخلص مرزا ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ دہلی خلف محمد اکبر شاہ گورکانی شاگرد نصیر دہلوی و محمد ابراہیم ذوق بعد غدر ۱۸۵۷ع کے رنگون مین تشریف رکھتے ہین اکثر خطوط کو اچھی طرح سے لکھتے ہین شعر نہایت شیرین و نمکین و با مزہ کہتے ہین چار دیوان انکے نظر سے گذرے

ہنسنا اور بولنا ہے عالم حیرت مین کہان — کہلے کسطرح بہلا عاشق دلگیر کی بات

ہنسنا

دیکھا ہنستے گل قالین کو نہ آنکھوں نے کبھی | اور نہ کانون سے سنی بلبل تصویر کی بات

ولہ

جو ایک ڈھنگ پہ ہو بات تو کہا جائے | سمجھ مین آتی نہین شوخ مہ جبین کی بات
اگر زمین کی پوچھون تو آسمان کی کہے | جو آسمان کی پوچھون کہی زمین کی بات

ناظم تخلص نواب یوسف علی خان بہادر والی رامپور انکا ذکر پیشتر ہو چکا ہے ؁

کیا تھا کیون زن خسرو کی تاک مین فرہاد | کہ سنگ راہ ہوئے کوہسار کی صورت
یہ وہ مثل ہے کہ کی اختیار مزدوری | بنی نہ جب کہ کمین زرنگار کی صورت

ردیف تا سے ہندی

آتش تخلص خواجہ حیدر علی لکھنوی خلف خواجہ علی بخش شاگرد مصحفی اشعار انکے عاشقانہ و پر مضمون بہت خوب ہوتے ہین سوا ے غزل کے اور کسی صنف سخن پر قادر نہ تھے سنہ ۱۲۶۳ ہجری مین وفات پائی دو دیوان انکے نظر سے گذرے

کیا عجب جو وہ گیسوی سر ہنگ | لین متاع دل اچھا لوٹ
جانتے ہین کہ فوج جنگی سے | نہین سردار پھر لیتا لوٹ

انشا تخلص انشاء اللہ خان ذکر انکا پیشتر ہو چکا ہے ؁

وہم سے ہم دونون گرے فرش پہ اس وقت کہ آہ | رہ گیا اونکا دوپٹہ بھی جھپٹ کر سے لپٹ
جھٹ کہا کر لگے کہنے کہ اگر آپ ہے | ہے کلا کھیلنا تجکو تو کسی نٹ سے لپٹ

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی ولد محکم الدولہ طہماسپ بیگ خان تورانی شاگرد شاہ حاتم مرحوم فنون سپاہ گری کو اچھی طرح سے جانتے تھے بہت سے شہرون کی سیر کی تھی کلکتہ مین بھی آئے تھے ریختی کے موجد تھے ریختہ و غزل بھی خوب کہتے تھے ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۲۵۱ ہجری مین اسی برس کی عمر مین انتقال کیا دیوان ریختہ و ریختی و غزل و فرس نامہ و حکایات رنگین و مجالس رنگین اور کئی مثنویان ان سے یادگار ہین صاحب تذکرہ گلستان سخن نے جو انشاء اللہ خان کو ریختی کا موجد قیاس

قطعہ تخت

کیا بے جتلائی ہے کہ جو تگو خود انشاء اللہ خان نے نسخہ دریائے لطافت مین لکھا ہے کہ اونہوں نے اس زبان کو سعادت یار خان رنگین سے اخذ کیا ہے دیوان اور فرسنامہ اور مجالس رنگین اور مثنوی اونکی نظر سے گذری

ریختی

سمجھو لیٹی جو مین زنانخی سے
چین با ہر وہ ہوئین کہار رنگین

منہ پہ انچل کی اوس سے کر کر اوٹ
ہے چھپٹنا تر امری سر چوٹ

ردیف ثائے مثلثہ

مخمور تخلص خواجہ نبی بخش کشمیری کلکتہ مین بشغل تجارت رہتے ہین شعر اچہا کہتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکہلاتے ہین

قطعہ

بیفائدہ ہین گریہ وزاری فراق مین
اوس سنگ دل پہ خاک بہی کرتے نہین اثر

مخمور ہین یہ نالہ وشور و فغان عبث
رو رو کے دے رہا ہے تو کیون اپنی جان عبث

ردیف جیم عربی

تجلی تخلص میر حسن عرف میر حاجی حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے ٭

کیون مکدر ہوئے ہم تجلی سے
ہوئی کیا نا موافقت اوس سے

ہم نہین جانتے کہ کیا ہے آج
کہ مزاج آپ کا خفا ہے آج

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ٭

اے بیخبر خبر تجہے لینی ضرور ہے
گزرا جو مین اودہر سے تو کیا کہون کہ لوگ

شاید ترا مریض ہوا ہے تمام آج
کیا کیا بیان کرتے تہے لیکے نام آج

ولہ

گالیان تو ہین محبت کی عبارت پیارے
کب مین کہتا ہون کہ لکہکر مجہے دشنام نہ بہیج

۱۰۱

قطعہ منتخب

پہ یہ ڈہر کا ہے کہ جا وے نہ کہین خط پکڑا / اگر کے سرنامہ پہ تحریر مرا نام نہ بہیج

ولہ

کل تہے وہ ربط ہم سے وہ نفرت نہین پیار کی / ہر لحظہ تیری جانب دگر کیون نظر ہے آج
حیران ہون مین یہ بات ہے کیا مجکو تو بتا / دہڑکا لگا ہے کیا یہ تجہے کسکا ڈر ہے آج

رند تخلص سید محمد خان ولد نواب سراج الدولہ غیاث الدین محمد خان نیشاپوری باشندہ فیض آباد مقیم لکہنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش شعر صاف و عاشقانہ خوب کہتے تہے کلیات انکا نظر سے گذرا

گور تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے / دست و پا کاٹتے ہین پرسش اعمال ہے آج
آمد آمد ہے نکیرین کی ہوتا ہے عذاب / روح تہراتی ہے وحشت سے عجب حال ہے آج
مین تڑپتا ہون لرزتی ہے زمین کہتی ہے خلق / زلزلہ آیا زمین ہلتی ہے بہونچال ہے آج

طپش تخلص مرزا جان حال انکا پہلے لکہا گیا ہے

اک بوسہ پہلے دیجیے پہر قتل کیجیے / کہلوا اس آرزو سے ہی مجہ زار کا مزاج
یعنی دریغ رکہتے نہین اوس وقت بہی / جب پوچہ پر کہ ہوے گنہگار کا مزاج

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میان کلو ولد شاہ غریب اللہ سجادہ نشین شاہ صدر جہان علیہ الرحمہ شاگرد میر محمدی مائل آخر عمر مین حسب طلب دیوان چندو لال حیدر آباد دکہن کو گئے وہان ۱۲۵۴ھ مین وفات پائی مضامین عالی و تازہ خوب باندہتے تہے سنگلاخ اور مشکل زمینون مین ان سے بہتر لکہنے والا پیدا ہوا نہین دیوان انکا نظر سے گذرا

پوچہا جو مینے اپنے مسیحا وقت سے / کچہ بہی ہے یعنی درد دل زار کا علاج
بولا کہ درد دل نہ تپ عشق ہے سمجہے / بیمار ہو تو کیجیے بیمار کا علاج
ہان ایک وہم ہے سو نہین آجتک ہوا / لقمان سے بہی وہم کے آزار کا علاج

ردیف جیم فارسی

جرأت تخلص میان یحییٰ امان قلندر بخش حال انکا آگے لکہا گیا ہے

قطعہ منتخب

دونون طرف سے گرچہ طبیعت کا تھا لگاو — صحبت ہوئی پہ رہی ہی اک انجمن کے بیچ
جو کچھ نہ کہنے پاے کہ مجلس ہوئی تمام — وہان جیکی جیہین رہگئی یہان من کی من کے بیچ

ولہ

کس کس طرح سے ذلت و خواری اوٹھا کے رات — جرأت کہین تھے یار کے ہم انجمن کے بیچ
تھا یہ خیال گر متوجہ ہو وہ ذرا — تو درد دل سنایئے شعر و سخن کے بیچ
پر کیا کہین کہ مصرع سودا ہے حسب حال — ایسی کی اک نگہ کہ رہی من کی من کے بیچ

طپش تخلص مرزا جان حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ؛

ہے عرصۂ یک شب کے برابر یہ جوانی — بعد اوسکے تو آخر ہے ضعیفی مین و الا کوچ
بس گلشن آفاق مسافر کی سرا ہے — جون غنچہ رہے رات کو اور صبح کیا کوچ

ردیف حاے حطی

جرأت تخلص شیخ یحییٰ امان قلندر بخش پہلے انکا ذکر ہو چکا ہے ؛

وہ دن گیے کہ روٹھتے تھے ہم تو سب سے تم — منت سے کہتے تھے کہ منا و کسی طرح
برسون مین اب جو آئے تو کہتی کسی سے ہو — یہان سے انہین تو ٹال بتا و کسیطرح

ردیف خاے معجمہ

جان صاحب تخلص میر یار علی لکھنوی ولد میر امن شاگرد نواب عاشور علی خان ریختی اپنے طرز پر بہت خوب کہتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا

کہتی ہے میری صبح گنوار بہتی شام پر — ہوتا شفق کا رنگ ہے جب انکا سرخ
اس کل موئی نے مانگ مین سیندور بہر کر — کرتی ہے یہ گنوار بہی اپنا سنگار سرخ

ردیف دال مہملہ

رنگین تخلص سعادت یار خان دہلوی حال انکا پہلے تحریر ہو چکا ہے ؛

جب اوس سے کہا کہ مجکو تم سے — ملنے کا ہے اشتیاق بے حد
یکبار وہ کہل کہلا کے رنگین — بولے کہ چہ خوش چرا نباشد

وزیر تخلص خواجہ محمد وزیر لکہنوی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ✣

خیال قدمین ہے قد قامت الصلوٰۃ فغان — غشی نماز ہے تکبیر عاشقان فریاد
رکوع الفت ابرو مین ہے خم قامت — سجود سر کا ٹپکنا ہے اور اذان فریاد

ردیف دال ہندے

نور تخلص منشی صمصام حیدر ولد منشی حسن علی برادر عمزاد منشی اسد اللہ سحر رشید ہوگلی مقیم ٹالی گنج کلکتہ آغاز جوانی مین انتقال کیا انکی طبیعت کو شعر گوئی سے نہایت مناسبت تہی کلام اپنا راقم الحروف کو دکہلاتی تہی ✣

قاتل عاشق جو ہے تیغ نگاہ — اسکو ہے چشم فتان پر گہمنڈ
کیون نہو زیبا ہے اسے شمشیر زن — تیغ زن کو تیغ بران پر گہمنڈ

ردیف ذال معجمہ

آصف تخلص نواب آصف الدولہ بہادر حال انکا بیان ہوچکا ہے ✣

خط جو آیا تو ہوا شوق سے آصف کا یہ حال — رشک کے مارے کسیکو نہ دکہایا کاغذ
یہانتک بھجو دیئے آنکہونپہ لے لیکے بلا — بن پڑے ہے آنسو وئنسے رورو بہایا کاغذ

ولہ

کاغذ باد کے مانند اوڑا اکلیو نہین — یون ہی برباد کیا یہان سے گیا جو کاغذ
قاصدا اوسکی زبانی ہی یہی رورو کر — کہیو اوس شوخ سے جسوقت وہ دیو دے کاغذ
پہینکدیتا کہ جلا دیتا کہ دہو ڈالتا پر — اوسکے احوال کا یک مرتبہ پڑہ لیتا کاغذ

ولہ

خون دل سے لکہا ہے عاشق نے — باندہ اے شوخ خط تعویذ

فائدہ ہوگا حسن جھمکے گا   نکرے گا یہ کچھ منضر تعویذ

انشا تخلص میر انشا اللہ خان انکا حال پیشتر تحریر ہو چکا ہے ✣

گرچہ سیانون نے پڑہ افسون بہت اتوار کو   خون ہو ہو کے مرے واسطے لکھا تعویذ
جی جلا اپنا سا پہونکا کئی لونگ اور سپند   مشک سپید ور اگر مرچ فلیتا تعویذ
جس پری کا مجھے سایہ تہا نہ اوترا ہرگز   کام آیا نہ کسی شخص کا گنڈا تعویذ
حاضرات اب نکرو اب نہ پڑہو سورۂ جن   دوستو چپ رہو جانے بہی دو کسکا تعویذ
شیخ جی چہو تو یہان چڑہے نہ گہولا کیجے   آب نیسان مین لے کے اسکو رہا تعویذ
خیر انشا کی جو چاہو تو پلا دو دہو کر   اوسکے بازو کا وہ ننہا سا روپہلا تعویذ

حسن تخلص سید غلام حسن دہلوی مقیم لکہنؤ ولد میر غلام حسین ضاحک وطن انکا ہرات مولد وجای تربیت دہلی میر ضیاء الدین ضیا سے کسب سخن کرتے تہے شروع جوانی مین فیض آباد مین جاکر نواب سردار جنگ ولد نواب سالار جنگ کے رفیقون مین داخل ہو گئے تہے شعر پرمزہ وشور انگیز خوب کہتے تہے مثنوی سحر البیان معروف ہے مثنوی بدر منیر بہی لاجواب کہی ہے سنہ ۱۲۰۱ ہجری مین وفات پائی شاعر شیرین زبان انکی وفات کی تاریخ ہے کلیات انکا نظر سے گذرا ان سے یک تذکرہ بہی یادگار ہے ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣

در و دیوار پہ کو چہین حسن نے اوسکے   اپنے احوال کا لکہ لکہ کے لگایا کاغذ
تو بہی اوسنے نہ نظر کی نہ ادہر دیکہا ہائے   نہ کہڑی ہو کے کسی سے وہ پڑہایا کاغذ
کس توقع پہ بہلا اب کوئی لکہے نامہ   وہان جواب کے لکہا یا نہ لکہایا کاغذ

ردیف رائے مہملہ

احسن تخلص مرزا احسن علی حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے ✣

اغیار نے شہرت یہ عبث دی ہے کہ احسن   ہے دل سے فدا جان سے قربان ہے اوسپر
یارب یہ خبر یار تلک کاشش نہ پہنچے   یہ تہمت محض اسپہ ہے بہتان ہے اوسپر

انشا تخلص میر انشا اللہ خان حال انکا بیان ہو چکا ہے ✣

چھوڑ دیے ہین اب کوئی دو چار بوسہ بن لیے ... چٹکیان لے گالیون کی خواہ تو بوچھار کر
ہم نہین ڈرنیکے ان باتون سے پیارے شوق سے ... اور غل کر اور چلا اور تو یہ دھاڑ کر

ولہ

گل سے زیادہ نازک جو دلبران رعنا ... ہین سکی ہین شبنم کے پیرہن کے اندر
ہے مجکو یہ تعجب سوتے ہین پاؤن پھیلا ... یہ رنگ گورے گورے کیونکر کفن کے اندر

اوباش تخلص شیخ امیر اللہ بان ہیرزادہ لکھنو مصحفی سے کسب سخن کرتے تھے ❊

فقیرانہ جو کل جا نکلے ہم اوس بت کے کوچے مین ... لگا یا ہمنے تھا وہان اوہی یک تا کیر بستر
وہ شاہ گلرخان ہمسے حسن خلق سے بولا ... ہمارے گھر مین چلکے کیجیے جا ہی پاک پر بستر
کہا ہمنے میان صاحب فقیرون کو برابر ہے ... سر عرش پر بسر ام ہو یا خاک پر بستر

جان صاحب تخلص میر یار علی ریختی گو حال انکا پیشتر بیان ہو چکا ہے ❊

جنتری مین باجی ایک مسلمان تھا لکھا ... یہ چال اوسکی گھری کی نظر آئی زور پر
دلوا یا شب برات مین مردونکا فاتحہ ... لوٹے گھڑے یہ بہنی یہ سنکے مشہور پر

جرات تخلص شیخ قلندر بخش ان کے حال کا بیان ہو چکا ہے ❊

خدا کیو اسطے کہدے تجھے بیا میرا اتنا ... پکار الم کرو گھر مین کسیکو یا میر اکر
نکلوایا گیا ہے جو تمھارے گھر سے وہ مضطر ... پس دیوار رہتا ہے کھڑا دو دو پہر آکر

ولہ

گھبرانے سے تمھارے یہ ظاہر ہے اب کہ آپ ... بیٹھے تو میرے پاس ہین پہ لے مہربان پر
جانا کہین ہے اور ہی تقصیر ہو معاف ... جو دل مین ہے تمھاری سو اپنی زبان پہ

ولہ

تغیر رنگ روسے جو ہائی ہے ہاستین ... ہے دو شیر پڑا ہو او رمان ادہر اودہر
جلوہ تجھے کس آئنہ رو کا نظر پڑا ... جرأت جو دیکھتا ہے تو حیران ادہر اودہر

ولہ

چمن کی کسکو خبر ہے زبسکہ حیران ہون ... نپوچھ مجھسے تو اہی آشیان کی خبر

برنگ بلبل تھے پر کیا کہون سمجھے
نہ مجکو اپنی خبر ہے نہ گلستا نکی خبر

ولہ

ایک آہ دل سے کھینچکے رہ جاتے ہین ہم آہ
دلکو اوس سینے پہ ہاتھ اپنے مار کر
کہنا کسیکا یاد جب آتا ہے یہ ہمین
اتنا نہ بیچ بیچ کے تو مجکو پیار کر

ولہ

ازل سے ہے یہ فلک آہ تفرقہ پرداز
رہون نکیونکہ مین اوس اپنے دلستان سے دور
بٹھائے عاشق و معشوق کو جو ایک جگہ
یقین کیجیو تم ہی یہ آسمان سے دور

ولہ

یہ زیر زمین سے سنا شور ہم نے
قدم زور سے ٹک جو مارا زمین پر
کہ غافل نہین خوب چال چلنا
کبھی اپنا بھی تھا گذارا زمین پر

ولہ

سرگوشی یہ جو ہے نہین میری طرف سے
شاید کہ رقیب اب اوسے سمجھاتے ہیں کچھ اور
کل تک تھا بہم ربط تسلی کی تھین باتین
پر آج مرے حق مین وہ فرماتے ہین کچھ اور

ولہ

ہوئی تھی بسکہ دامنگیر غیرت آنکہ شبکو
گلے سے اوسکی اوٹھ آیا تھا رنجو کی قسم کھا کر
ولی رہی لگی ہاتھون اتاسین آنکھونہی مین کاٹی
سحر ہوتے ہی پھر لی راہ اوس کوچے کی گھبرا کر

حسن تخلص خواجہ حسن مرحوم انکے حال کا بیان ہو چکا ہے ۔

آیا وہ دیکھنے کو ہمارے دم اخیر
آخر کی اک نظر پڑی اوس نازنین پر
ہم سمجھے یہ کہ اپنا اور اوسکا انل ہوا
موقوف تھا ملاپ دم واپسین پر

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی ان کے حال کا بیان ہو چکا ہے

ہاے کے تنہا جو کل دوگانا کو
سینے چہاتی ملی جھپٹ کے زور
جونکتی ہی وہ بولی سہلی بہر
اوہی مین مرگئی موئی در گور

ولہ

جب کہا مینے کہ میرے گہر چلو ٭ تب مری گوئیان نے اے رنگین پکار
لگا پہیر اونگلی کو رکہکر یون کہا ٭ مین ترے گہر جاونگی اے دور پار

سودا تخلص مرزا محمد رفیع انکے حال کا بیان ہو چکا ہے ❊

عقل نے اکدن آکر یہ کہا سودا سے ٭ پاس یا ہمسے رہا کیجے یا ہمسے دور
لیکن اتنا ہی کہ وہ کام نکیجے پیارے ٭ جسکا ثمرہ رکہے تمکو دل عالم سے دور

طپش تخلص مرزا محمد اسمعیل انکے حال کا بیان ہو چکا ہے ❊

کسی نے رات کو پوچہا جو اوس سے محفل مین ٭ اجی طپش کو کیا تمنے کس سبب سے دور
تو مسکرا کے لگا کہنے تم نہین واقف ٭ کچہ اک وہ باتین لگا کرنے تہا ادب سے دور

مصحفی تخلص غلام ہمدانی انکے حال کا بیان ہو چکا ہے ❊

یک کاسہ سر نے یہ کہا راہ مین مجہکو ٭ ناگہ جو نظر میری پڑی اوسکی جبین پر
اے مصحفی ٹک دیکہہ تو قسمت کا لکہا ہاے ٭ اتبک بہی مین رلتا ہوا پہرتا ہون زمین پر

ولہ

دوستو مصحفی خستہ کا کیا کیجے علاج ٭ غم خوبان سے ہوا ہے یہ بیچارہ آخر
سوچ کر پہر خدا تم ہی تو کچہ بتلاو ٭ کار افتادہ ہاین کار شمار آخر

مومن تخلص حکیم مومن خان مرحوم انکے حال کا بیان ہو چکا ہے ❊

سب ستم ہاے بتان نظر و نہین تہے ناصح نپوچہ ٭ کیا کہون نہین غش ہوا کیا سو چلکر کیا دیکہکر
جو نقاب اوٹہے مرے آنکہون پہ پردا پڑ گیا ٭ کچہ نہ سوجہا عالم اوس پہ وہ نشین کا دیکہکر

میر تخلص میر محمد تقی انکے حال کا بیان ہو چکا ہے ❊

آ زیارت کو قبر عاشق ٭ اک طرفہ ہے یہان بہی جوش بہار
نکلے ہے میرے خاک سے نرگس ٭ یعنے اب تک ہے حسرت دیدار

نساخ تخلص جامع اوراق ❊

قاصد اتجہسے قربان جان و دل یہ کیا کہا ٭ جلد چلیے کر رہے ہین وہ تمہارا انتظار

قطعہ منتخب

ہم نہ مانیں گے نہ مانینگے کبھی — یہ غلط کہتا ہے تو اونکو ہمارا انتظار

ردیف راے ہندی

انشا تخلص انشا اللہ خان ان کے حال کا بیان ہو چکا ہے ؛

انشا جو ہولی ہو دے سو ہو دل کو ہے یہ تپ — تا چند ضبط آہ تو اوس دلربا کو چھیڑ
لیجا کے چپکے چپکے دوشالہ کے نیچے ہاتھ — ناخن گڑو کے چٹکی لے انگشت پا کو چھیڑ

ردیف زاے معجمہ

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے ؛

تب سے ہم خاک نشین اوسکی گلی میں ہیں پڑے — گھر سے در تک بھی نہ آتا تھا وہ دکھواہ ہنوز
اس ندامت پہ نظر کیجیو تسپر وہ شوخ — آشنا ہمکو سمجھتا نہیں واللہ ہنوز

ردیف سین مہملہ

آصف تخلص نواب آصف الدولہ بہادر حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ؛

ملا ہے کے تو یہ اطوار ہی نہیں پیارے — ہر ایک بات کا لڑکر جواب دو برعکس
کہو جو اپنی ہر اک اولٹی بات کو سیدھی — ہماری سیدھی کو سمجھو اور سنو برعکس
خدا ہمارا ہمیں ہے جو چاہیے سیدھا — تمہارے جی میں جہانتک کہ ہو کرو برعکس

وله

سوا ہے تیرے لیے تیرا عاشق غم کش — ذرا تو فاتحہ پڑھ چلکر تا کجا وسواس
وہ قبر سے نہ نکل آئیگا مرا ذمہ — تک اوسکی روح تو خوش ہو نہ دلمیں لا وسواس

انشا تخلص میر انشا اللہ خان انکا حال پیشتر لکھا گیا ہے ؛

میں جو شب اونسے راہ میں لپٹا — ہیجم عالم رہا نہ خوف عسس ؛
ہاتھا پائی ہوئی کچھ ایسی کہ پھر — اونگلی اونگلی کی چڑھ گئی جھٹ نس

لگے کہنے کہ میرے دامن کو — نہین اتبک کیا کسینے مس
سفت جل جائگا پڑی بہی سرک — ارے مین اگ اور توہی خس
جبکہ دیکہا کہ چہوڑتا ہی نہین — تب تو ٹہہرے کہ دینگے بوسے دس
لگ کے سو لیلی گیا رہوان نہ سہے — مجہے پیٹے کرے جو اور ہوس
ایک دو تین چار پانچ چہ سات — اٹہہ نو دس ہوے بس اب بس

تراب تخلص شاہ تراب علی مرحوم حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے

بس کر ستم اے بندہ خدا سے تو ذرا ڈر — یہ حرف کہے کون ستمگار سے افسوس
بس اوسنے یہ آئین نکالی ہے نرالی — غم کہنے نپاوے کوئی غمخوار سے افسوس

رنگین تخلص سعادت یارخان مرحوم دہلوی حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے

یاد مین اوسکے بہر کے منہہ ہی سانس — یہی کہتی ہون کر کے مین افسوس
دیکہیے کب خدا ملاے گا — ایکی رنگین گئی ہین کالی کوس

زیرک تخلص مولوی حافظ قلندر بخش باشندہ پانی پت شاگرد منشی کرامت علی مرحوم شہید سے

ہے اوسکے بینی کے پہلو مین یہ جو نقطۂ خال — یہ ہے اشارہ کہ قتال عاشقان ہین دس
او ناز و کرشمہ جفا و غمزہ و آن — نگاہ و چشمک و عشوہ سخن عیان ہین دس

ردیف شین معجمہ

آصف تخلص آصف الدولہ بہادر حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے

گر چاہون زبانی کہون کچہ حال دل اوس سے — کرتا ہون اوسے دیکہکے تقریر فراموش
حیرت زدۂ عشق ہون ہر طور ہے مشکل — لکہون تو کرون سو جگہ تحریر فراموش

رنگین تخلص سعادت یارخان مرحوم دہلوی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے

کل جو مینے کہا زنا خی سے — جیمین اتا ہے تجہسے کیجے عیش
تو لگے کہنے یون وہ اے رنگین — بس بس اب مجکو مت دلا طیش

ردیف صاد مہملہ

احسن تخلص مرزا احسن علی حال انکا بخبر لکھا گیا ہے

کہا جو اوس سے نہیں جانتا تو احسن کو — تو بولا لب نہ ہا [illegible] اوسکے درمیان اخلاص
مجھے تو اوس سے نہ تھا بخیر تعارف بھی — ولے جو [illegible] کئی دن سے اوس سے ہان اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

محمور تخلص مولوی واحد علی مرحوم خلف مولوی عبد العلی [illegible] شہر ڈھاکہ اشعار اردو فارسی خوب کہتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین

قطعہ

سمجھے موت وہ جسے ہوتی ہے دنیا کی طلب — اور جنت وہ [illegible] جو رکھتا ہے عقبے سے غرض
ترک کر محمور دنیا کو اوٹھا عقبے سے ہاتھ — تو اگر ہے مرد تو رکھ اچھے مولا سے غرض

ردیف طاے مہملہ

حسن تخلص سید غلام حسن دہلوی حال انکا بخبر لکھا گیا ہے

پوچھا جو مین حسن سے کہ آیا ہے تیرا یار — [illegible] ہے دیا غلط
ہنسکر کہا تب اوسنے کہ ایسے کہان نصیب — [illegible] سننے پہ تو تیا غلط
وہ یار جسکی چہل ہے اکثر مزاج مین — ہنسنے لگے [illegible] نے کہدیا غلط

حیدر تخلص منشی مصطفے حیدر حال انکا بخبر [illegible] ہے

کیا ہمسے تم چھپاتے ہو ہم جانتے ہین سب — [illegible] بچا کے خط
بکر و نسب کا نام و نشان تک بتا دین ہم — [illegible] چھپا کے خط

طپش تخلص مرزا احمد اسمعیل عرف مرزا جان حال انکا بخبر لکھا گیا ہے

ابھی نہ وصل مین مصروف بوسہ ہوا پیدا — زیادہ کرنہ لب یار [illegible] ربط

قطعه منتخب

که ایک دن تجھے چکھنی ہے تلخی ہجران / بھلا نہین ہے جو ہو جائے انکھین سے ربط

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

شکوہ کیونکر نکرون آپ کا اے مشفق من / آگیا تھا جو اک دن مرے اغیار کا خط

لیکے قاصد سے بہت شاد ہوا مین جی مین / یہ سمجھکے مجھے آیا ہے مرے یار کا خط

کھول کر اوسکو جو دیکھا تو ہر اک سطر کے بیچ / تھا مرے قتل کا مضمون کہ تلوار کا خط

آپ کو اسکا جو باور نہو تو دکھلاؤن / اب تلک کیسے مین موجود ہے سرکار کا خط

ردیف ظاے معجمہ

منحور تخلص منشی اسد اللہ عرف علی جان حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

بھلا زبان وہ دے کیونکہ وصل کی منحور / بیان مین آنہین سکتا ہے دلربا کا لحاظ

نگہ بھی وہ جو کرے تو فقرہ کی چلمن سے / ہے چشم شوخ مین اوس شوخ کی بلا کا لحاظ

ردیف عین مہملہ

آصف تخلص آصف الدولہ بہادر حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

جب مرنے لگے بلبل شوریدہ قفس مین / آصف یہی کہتے تھے بہ تکرار دم نزع

صیاد تجھے بخش دیا خون مین اپنا / ٹک جا کے دکھا لا مجھے گلزار دم نزع

وله

کل شمع کے بولا نالۂ بلبل یہ یون پتنگ / کم ظرف دیکھ ہم بھی تو آخر ہین زار شمع

رو رو کے یہ جواب دیا عندلیب نے / انصاف دل مین کیجو اسے دلفگار شمع

ہے شمع کے بھی دل مین محبت پتنگ کی / گر ہے پتنگ سوختہ جان بیقرار شمع

پروانہ کو جلا کے ہوئی شمع بھی تمام / جینا بغیر یار کے ہے ننگ و عار شمع

فریاد و آہ و نالہ بھلا کس لیے کرے / جیتے ہوئے پتنگ رہا جسکا راز شمع

گل مہربان سنا ہے کبھی عندلیب نے / تو شکر کر کہ مہر و وفا ہے شعار شمع

قطعۂ منتخب

بین آہ آہ و نالہ نہ کہینچون تو کیا کرون ـ جلتے ہین غم سے میری رگین مثل تار شمع

ردیف غین معجمہ

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے ٭

بین کیا کرون جو ہوئے ہین گل خوب ابکی سال ـ ای ہمصفیر تجہسے نہ کہ ماجرای باغ
ہے عنقریب دیدۂ خونبار یہ مرا ـ دیوار و در قفس کا ابہی کر دکہاے باغ

ردیف فا

تراب تخلص حضرت شاہ تراب علی مرحوم حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے ٭

چمن مین جب مین اوس گلفام کو ساتھ ـ گیا جون باد صرصر بے تکلف
کہا باری تجہے میری بدولت ـ ہوئی جنت میسر بے تکلف

ردیف قاف

تجلی تخلص میر حسن عرف میر حاجی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے ٭

گیے تہو قبر تجلی پہ کل زیارت کو ـ کہ تہا شہید جفا ہا کر بلاے فراق
عجب کہ ہمنے تو مانگی مراد وصل اوسجا ـ درون سے صوت حزین نکلی اک کہ ہاے فراق

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے ٭

اوڑ گیا ہے رنگ رو کا ہو رہی ہین خشک لب ـ تیرے چہرے سے نمایان اب یہ ہین آثار عشق
چشم تر تیری کہو دیتی ہے درد دل ترا ـ کیا ہوا منہ سے جو تو کرتا نہین اقرار عشق
ہمسے بے حاصل چہپایا ہم بہی ہین یاران رو کے ـ کیون نہین کرتا ہے جرأت ہمسے تو اظہار عشق

طپش تخلص مرزا جان حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے ٭

طپش سے کہتے تہو وہ شب کو اختلاط کے وقت ـ لگا جو گرمی سے آنے ہی ایک بار عرق
خدا کے واسطے بس چہوڑ دے کہین مجکو ـ بدن پہ دیکہ مرے کیا ہے بیشمار عرق

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میان کلو حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے ✤

لیلی نے جب مرقع عالم کی سیر کی
پہچانکر لگالیا چہاتی سے اوسنے پہر
دیکہا ہے ایک عالم دلگیر کا ورق
مجنون پاے لستہ زنجیر کا ورق

ردیف کاف عربی

حسرت تخلص مرزا جعفر علی ولد ابو الخیر دہلوی مقیم لکہنئو آبا و اجداد اسکے عطار تہے کچہ دنون یہہ بہی اوسی شغل مین مشغول تہے بعد ازان مرزا جہاندار شاہ ولد شاہ عالم بادشاہ کی رفاقت اختیار کی تہی آخر ایام مین ترک دنیا کرکے گوشہ نشین ہوے تہے کسب سخن سرب سنگہ دیوانہ سے کیا تہا اشعار اسکے نہایت خوب و مرغوب ہوتے ہین سنہ ۱۲۰۹ ہجری مین وفات پائی دیوان انکا نظر سے گذرا

حسرت ہزار رنگ سے بولا مین جہوٹ سچ
لیکن سمجہکے بات کو اوسنے اوڑا دیا
یعنے کہ نوبت آئی سخن کی قسم تلک
پہنچاتے ورنہ ہاتہہ ہم اوسکے قدم تلک

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم حال انکا تحریر ہو چکا ہے ✤

تونے دیکہا کے جو رنگین مجہے کل
بیٹہے اس سر کی قسم ہے اپنا
لب کا بوسہ نہ دیا جانی ایک
کیا رو رو کے لہو پانی ایک

صبا تخلص میر وزیر علی لکہنوی حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے ✤

تا کجا غم مرے مرنے کا کرا اے یار رہا د
چشم آئینہ رہی دور سے کب تک نگران
حال منتاملہ رہی مضطر با نہ کب تک
دامنت زلفونپہ لگائی رہی شانہ کب تک

گستاخ تخلص جامع اوراق ✤

دیکہون اوس جنگجو سے کب ہو صلح
ل چکے سینہ اوسکے سینہ سے
اور زبان سے لڑے زبان کبتک
سینے مین دل رہے تپان کبتک

ولہ

کب بہلاتے ہین دیکہون یاد مری
نزع مین دل خراشیان کب تک

جان کبتک نکلتی ہے نسا خ	آتی ہیں ہیچکیاں کبتک

ردیف کاف فارسی

جرأت تخلص قلندر بخش حال انکا بیشتر لکہا گیا ہے ◆

رنگت کو تری دیکہکے کہتے ہین یہ خوبان	ایسا تو کہین ہمنے نہ دیکہا نہ سنا رنگ
گو اور بہی گلرو ہین مرقع مین جہان کے	لیکن تری صورت کا سبہون سے ہے جدا رنگ
جو رنگ نزاکت ہے سو نقاش ازل نے	حق یون ہے وہ تصویر مین تیری ہے بہرا رنگ

رفعت تخلص مولوی غلام جیلانی مرحوم باشندہ رامپور شاگرد مولوی قدرت اللہ شوق حافظہ ایسا درست رکہتے تہے کہ تمام قصیدہ یکبار سنکے اول سے آخر تک یاد کرلیتے تہے بعضے صاحب تذکرہ نے انکو باشندہ بیلی بہیت لکہا ہے

تمہارا علم ہے روکے جو یا علی تو رکے	نہ ذوالفقار کی یا شاہ سرزنش ہے تنگ
جو فرق دشمن دین پر مثال برق گری	سوار و زین سے گذر آخری برش ہے تنگ

ردیف لام

احسن تخلص مرزا احسن علی حال انکا بیشتر رقم ہو چکا ہے ◆

پاس میرے کوئی اوسے نہ جاسے	مین پڑا رہتا ہون مرا اوس سے نڈہال
ہان مگر دو چار بیٹہے ہین انیس	درد و اندوہ و غم و رنج و ملال

تنہا تخلص محمد عیسے شاگرد غلام ہمدانی مصحفی مولد انکا دہلی جای تربیت و مسکن لکہنو شعر اچہا کہتے تہے صاحب دیوان گذرے

خسارے سے کیا حاصل ہے تنہا	نہین کہتے ہین گو تیری تراول
کسیکا شعر یاد آیا ہے سن رکہ	نہ بول اوس سے برا ہے یا بہلا دل
دلست این چنگ ختوان کرد باول	شود با ہرکہ خواہد آشنا دل

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا بیشتر رقم ہو چکا ہے

قطعہ منتخب

جیمین ٹہری ہے یہی بات کہ جب روز جزا — بشیمین گے نامۂ اعمال سب اے یار نکال
آکے اوسوقت ترے سامنے رکہدونگا مین — چاک کر سینے کو اپنا دل افگار نکال

ولہ

اس قدر کیون دل دیوانہ تو افسردہ ہے — منہ سے وحشت ہی کی کچھ بات تو اے یار نکال
چہوڑ اپنی ضبط کو گہٹ گہٹ کے نہ دے جان اپنی — نکل اس قید سے زنجیر کی جہنکار نکال

حسن تخلص میر غلام حسن حال انکا پیشتر رقم ہو چکا ہے

مدت سے ڈہونڈتا تہا دل گم شدہ کو مین — ناگاہ اوس گلی مین ملا ایکبار دل
پوچہا یہ اوس سے مینے کہ کہہ کیا ہوا تجہے — تو تو بہت شفیق تہا اے غمگسار دل
تجہسے نہ تہی امید کہ ہووے گا یون مجہے — اب گیا کہ تہا ہی نہ یہان زینہار دل
کہنے لگا کہ میں حسن تجہسے کیا کہون — ہوتا ہے سب کا عشق مین بے اختیار دل

حیدر تخلص منشی مصطفی حیدر حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے

کہلا نہین کہ یہ کس عاشق کے حال پر — کس چیز کی بہون کے خدا جانے پاس دل
سچ پوچہیے تو نالون سے وہ بہی ہے سمجہے — سینے مین انکے ہوتے جو پتہر کا ہے دل

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم دہلوی حال انکا پیشتر رقم ہو چکا ہے

جنکو اسوقت مین اسلام کا دعوا ہے کمال — دیکہتا ہون یہ اب اے ذوق مین ونکا احوال
جسطرح سے کہ نہ دیتے کو پہ بتون کے — نقل کرتا ہے مسلمان کی کافر نا ل

رفت تخلص مرزا آقا سم علی وطن انکا مشہد مقدس مولد دہلی لکہنو مین جاکر قلندر بخش جرات کی شاگردی اختیار کی تہی شعر اچہا کہتے تہے صاحب دیوان گذرے ہے

یہی کل سنتے تہے آنی میرے دلمین ہے رفت — کہدیا اون نہین تجہے کیا ہے آہ ملکر دل
گیا جو کوچۂ دلبر مین دیکہا ان ادہر ہی تماشا تہا — پڑے تہے سیکڑون اوسجا پہ خاک و خون مین لپٹے دل
لگا کرنے تجسس مین تو دیکہا ایک گوشے مین — پڑا ہے اپنا صید غربت سراپا زار و مضطر دل
لگا حسرت سے مجکو دیکہنے وہ اور مین اوسکو — دل مین گریہ مین تہے دونون ہم گریہ بار دل

قوس تخلص مرزا محبوب علی والد مرزا جالون بخت ابن مرزا زین العابدین شاگرد

راقم حروف وطن انکا دہلی مولد کانپور مسکن کلکتہ شعر اچھا کہتے ہین پہلے شمس تخلص کرتے تھے صاحب دیوان ہین

اے ہوس ہوا وصل کی شب طرفہ تماشا	منہ اوسنے کیا داغ جگر کی جو مقابل
کیا گرم کوئی بات شرارت سے یہ میتے	سورج کو نہ دکھلاو چراغ اے مہ کامل

کبیر تخلص حکیم کبیر علی باشندہ سنبھل دیوان انکا نظر سے گذرا ہے

کس سے جا کے کیجے عرض حال کبیر	اس دل بیقرار کا احوال
وہ ستمگر تو کچھ نہین سنتا	ایک سے لے ہزار کا احوال
حق بجانب ہے وہ سنے کیونکر	کس سے کہے حال زار کا احوال
ایک معشوق اور عاشق لاکھ	سنے کس خاکسار کا احوال
ہو وہین دس ہیں تو نے بھی کہین	ایک دو تین چار کا احوال

مضطر تخلص نواب امین الدولہ سید آغا علی خان ولد نواب معتمد الدولہ شاگرد ناسخ ورشک انکا مولد لکھنؤ مسکن کانپور مدفن نجف اشرف یہ کربلا کو بھی گئے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

اوٹھائینگے تعمیر مرقد کی اک دن	عمارات عالی اوٹھانے سے حاصل
سوا اسکے کفن جسم مین کچھ نہوگا	لباس تکلف دکھانے سے حاصل
یہی ہے کہ نوبت بجی مقبرے پر	سوا اسکے نقارخانے سے حاصل
جنازہ اوٹھیگا بصد یاس و حسرت	سواری کی دہوم مچانے سے حاصل
سلائینگے تابوت مین تجھکو اک دن	چھپرکھٹ مین آرام پانے سے حاصل
ملیگا کسے تکیہ مین فرش خاکی	سر فرش مسند پہ آ بیٹھنے سے حاصل
ملے خاک مین کیقباد و سکندر	سر کبر و نخوت اوٹھانے سے حاصل
نہ جمشید ہے نہ وہ جام عالم نما ہے	طلسم الفلک ہاتھ آنے سے حاصل
ہوس لیگئی ساتھ شداد و قارون	عمارت سے حاصل خزانے سے حاصل
نہ کام آئیگا غیر نقد عمل کچھ	زمانے کا محصول پانے سے حاصل

فطیر تخلص ولی محمد اکبر آبادی حال انکا پیشتر رقم ہو چکا ہے ٭

اتنا تو ترے جفا سے یہ مانگوں ہوں نہیں دعا — ظالم خدا اگر کرے کہیں تو لگا سکے دل
اور جب یہ تو فدا ہو وہ ظالم ہو اس قدر — جو مطلقا اترا نہ دے وہ خاطر میں لا سکے دل
تجھ پر بھی چند روز تو یہ کشمکش رہے — دُر دُر او دو مگر سکے وہ ادہر کر سکتا ہو دل
ناچار جیسے تجھسے چھڑاتا ہوں دل کو میں — ایسا ہی تو بھی اوس سے لگا کر چھڑا سکے دل

ردیف میم

اسیر تخلص منشی مظفر علی حال انکا پیشتر رقم ہو چکا ہے ٭

ظلم تھوڑے بھی ہیں بہت ہمکو — دیکھ ظالم کہ ناتوان ہیں ہم
سننے سے ہمارے کیا حاصل — اے فلک مشت استخوان ہیں ہم

انشا تخلص میر انشاء اللہ خان حال انکا پیشتر رقم ہو چکا ہے

صدقے ہوتا ہوں جس گھڑی تجھکو — یاد آتی ہے اوس پری کی قسم
ہائے کہنا وہ اوسکا چپکے سے — تجھکو انشا ہمارے جی کی قسم

بقا تخلص محمد بقاء اللہ خلف حافظ لطف اللہ خوشنویس وطن انکا اکبر آباد مولد دہلی مسکن لکھنؤ ریختی میں شاہ حاتم اور میر درد قدس سرہ سے کسب سخن کیا تھا اور فارسی میں مرزا فاخر مکین سے اصلاح لیتے تھے میر و مرزا کے ہمعصر تھے شعر رنگین و شیرین کہتے تھے بعضے صاحب تذکرہ نے انکے والد کے نام کے لکھنے میں غلطی کر کے سیف اللہ لکھا ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

گردش یہ تیری چشم کی بخشی ہے ہمسے یار — دعوے نکی گفتگو سے قدح اور قدح سے ہم
چشم اوسکی ٹک دکھا دے اوسے تاکہ بار آئے — اس بحث دو بدو سے قدح اور قدح سے ہم

جرات تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے ٭

کل واقف کار اپنے سے کہتے تھے وہ یہ بات — جرات کے جو گھر رات کو مہمان گئے ہم
کیا جانیے کمبخت نے کیا ہم پہ کیا سحر — جو بات نہ تھی ماننے کی مان گئے ہم

ولہ

رکھا جو قدم اوسنے مرے قبر پہ آکر / اور سنگ سے تربت کی ہوے مل کف پا گرم
تو کیا کہوں کس ناز سے اف کرکے وہ بولے / اللہ قیامت ہے یہ ابتک ہے موا گرم

ولہ

دل کو اوس یار ستمگر سے لگا کر جرأت / اپنے سب راحت و آرام کو کھو بیٹھے ہم
اب یہ پچھتاتے ہیں اور کہتے ہیں ورو ہربار / شوخ کے ملنے ہی سے ہاتھ نہ دھو بیٹھے ہم

ولہ

تو جو کہتا ہے ہر گھڑی تیری / دیکھنے سے بہت خفا ہیں ہم
کیا کریں یار تو ہی کر انصاف / تجھپہ مائل نہیں ہیں یا ہیں ہم

ولہ

فراق یار میں کیا آتا جاتا سانس کا کھٹکا / کلیجے پر سدا کھینچا کیا کرتے ہیں آرے ہم
یہی حالت رہی اپنی تو بس معلوم ہوتا ہے / یوں ہی مر جائیں گے اک روز بیتابی کے مارے ہم

ولہ

کریں کیا آہ اور کس سے کہیں ہم اپنی بیتابی / کہیں جی داب تیرے ہاتھوں نہیں پایا ہیں کیا رو ہم
قرار اک جا نظر آتا نہیں ہے بیقراری میں / گل بازی کی صورت پھرتے ہیں بس پایا ہو مارے ہم

حسرت تخلص جعفر علی حال انکا پیشتر بیان ہو چکا ہے ✣

کل روتے ہوسے جو اتفاقا / حسرت کے مزار پر گئے ہم
پڑھتا تھا یہ شعر وہ تہ خاک / بس سنتے ہی چیخ مر گئے ہم
واماندہ نبیہ دیکھیے کب ہم / اتنا تو شتاب کر گئے ہم

درد تخلص خواجہ میر قدس سرہ حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے ✣

تھا عالم جبر کیا بتاویں / کس طور سے زیست کر گئے ہم
جس طرح ہوا اسی طرح سے / پیمانۂ عمر بھر گئے ہم

قمر تخلص مرزا قمر الدین عرف مرزا حاجی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے ✣

نہین رہتے ہین ایک حالت پر ۔ ہین نئے رنگ مین جہان ہین ہم
اشک ہین دیدۂ مصیبت ہین ۔ لب بیمار پر فغان ہین ہم

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا بیشتر تحریر ہو چکا ہے +

وہ کالی گہٹا اور وہ بجلی کا چمکنا ۔ وہ مینہ کی بوچہار وہ برسات کا عالم
دیکھا جو شب ہجر تو رو یا مین کہ اسوقت ۔ یاد آ گیا شب وصل کی اوقات کا عالم

منشی تخلص منشی اسد اللہ عرف میان ایلچیان حال انکا بیشتر تحریر ہو چکا ہے +

چشم بیمار تری جب سے کہ آئی ہے نظر ۔ سب سے بیخود و خراب ہین اور مضطرب و زار ہین ہم
اک نظر لطف کی لازم ہے ادہر بہی پیارے ۔ اے مسیحا ترے بیمار کے بیمار ہین ہم

ولہ

کس طرح بیان کیجیے شب وصل کا احوال ۔ اور شرم سے حجاب بیہوشی کا عالم
بیباختہ چمٹے ہے وہ ہر بار لپٹنا ۔ تہا عالم مستی مین عجب جوش کا عالم

گستاخ تخلص جامع اوراق +

مارتے ہین لات کاٹ کہاتے ہین ہاتہو نکو بہی ۔ اونکے پاؤن کی طرف جب ہاتھ دوڑاتے ہین ہم
اسپہ بہی جو بس نہین چلتا ہے اونکا وصلمین ۔ کہتے ہین لو چہوڑ دو ہمکو چلے جاتے ہین ہم

ولہ

ہجر کی شب کرتے رہتے ہین جو ہم اونکو تلاش ۔ خانۂ دشمن مین جو وار دونکی سن پاتے ہین ہم
ڈرتے ڈرتے پہر کبہی اونسے جو کہتے ہین یہ بات ۔ کہتے ہین تیوری بدل کے کس کے گہر جاتے ہین ہم

ولہ

کبہی رنج و غم مین بسر ہوا الم تہا ۔ کبہی ہجر مین تہا مین آہ بچشم
کبہی بزم خوبان مین عیش و خوشی مین ۔ نظر بار رو مین نگاہ بچشم
ولی چشم حق بین مین گستاخ مین تو ۔ نہین ہون مگر یک نگاہ بچشم

ولہ

کرتے تہے شب یہ اونکے تصور سے گفتگو ۔ کب جاتے تہے آگے نہین ہوتا ہے ہم

قطعہ منتخب

اب کام آئینگے نہین یہ دلفریبیان
بھولین نہ دل سے یاد ہین سب بیوفائیان
رکھین کسیطرح کی نہ ہم تمسے آرزو
پرہیز وہ کرین کہ نہ آتے دین پاس تک
مسجد کو چھوڑ کر نہ کبھی جائین دیر کو
یہ کہہ رہا ہی تھا کہ دل اکبار یون اوٹھا
وہ بیوفا ہین ہونے دو تم بیوفا نہو +

تمکو سمجھ چکے ہین بڑے پر دغا ہو تم
گو تم بدل بھی جاؤ مجسم وفا ہو تم
دل سے نکالین دلکا اگر مدعا ہو تم
گو جانتے ہین درد جگر کی دوا ہو تم
پھر بڑے ہین سمجھے یہ جو سمجھین خدا ہو تم
ہے یہ بھی کوئی بات کہ اونکو نہ چاہو تم
گستاخ تمسے ہو سکے جبتک نبا ہو تم

ردیف نون

احسن تخلص

مرزا احسن علی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

اپنے والنست مین کچھ جرم نہین ہمنے کیا
ملگئے خاک مین ہم تسپہ بھی اوس ظالم نے

آہ کیا ضد تھی کہ ہمسے یہ چرائین آنکھین
نہ ملائین نہ ملائین نہ ملائین آنکھین

اختر تخلص

قاضی محمد صادق خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

ہمنشین کیا کہون تجھسے یہ بتان مہوش
کر کے کاہیدہ غم عشق سے مانند ہلال

ستم و جور کا انداز نیا رکھتے ہین
اپنے عاشق کو یہ انگشت نما رکھتے ہین

انشا تخلص

میر انشاء اللہ حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

ناز و کرشمہ ایسا سچ ہیچ غضب ہے جسمین
چتونین وہ لگاوٹ سرمہ کی وہ گھلاوٹ
مرجائیے نہ کیونکر اوسکی ادا پہ ظالم

اور یہ نمک یہ گرمی یہ خوش ادائیان ہون
پھر قہر یہ سجاوٹ یہ اچپلائیان ہون
جسمین اکٹھی اتنی باتین سمائیان ہون

ولہ

کیا قہر ہے یہ دیکھو برسون جنہونکی خاطر
مانین ہون منتین بھی سو سو کرور ڈھب کی
ہو وے ملاپ گاہے اونسے نو شام ہی سے

درگاہون بیچ جا جا رتین جگائیان ہون
دھو دھو ہو روپیے اشرفی نذرین اوٹھائیان ہون
آنکھون مین اونکی جھک جھک نیندڑیان آئیان ہون

تراب تخلص حضرت شاہ تراب علی مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

کوئی سنتا نہین کہون کس سے ۔ ایک مدت سے کہ رہا ہون مین
گہر سے باہر نکل کے دیکہہ ذرا ۔ کب سے یہان منتظر کہڑا ہون مین

ثاقب تخلص نواب شہاب الدین احمد خان آنریری مجسٹریٹ شہر دہلی خلف الرشید نواب ضیاء الدین خان بہادر رئیس لہارو شاگرد مرزا نوشہ غالب اشعار صاف تھا نہ خوب کہتے ہین راقم کے دوست ہین

کل مینے کہا کہ بندہ پرور ۔ چہرے سے نقاب آپ اوٹہائین
کہتے ہین اوشناس باہم ۔ اچہا ہو جو رخ تو کیون چہپائین
بولے روداد موسے و طور ۔ سن لی ہے تو دیکہنے کو آئین
بسم اللہ ہم اوٹہائین پردہ ۔ پر اونسے کہو کہ تاب لائین

ولہ

غلط فہم ہین عاشقان مجازی ۔ کہ محو تماشائے محمل ہوئے ہین
رہین گے گرفتار صورت پرستی ۔ اگر حسن معنی سے غافل ہوئی ہین

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے

اب وہ آواز ہی کانون مین نہین آتی ہائے ۔ کوئی ایسا نہین اوس در پہ جو پہنچا سکے پہر
یہ دعا ہے کہ گنہگار سمجہہ حاکم شہر ۔ پس دیوار صنم قید مین ٹہہرا سکے ہمین

ولہ

تفرقہ پردازی گردون نے مارا کیا کہین ۔ یا نہوتے تہے جدا ہم اور وہ یکدم کہین
یا پڑے پہرتے ہین ابتو جستجو مین روز و شب ۔ ڈہب کوئی بنجائے تو ٹک اوسکو دیکہین کہین

ولہ

ہے اسیر دام الفت جب سے یہ اے دوستو ۔ کہولنے دن آسیہ یک الفت کی آتی نہین
پر کہون یک قطرۂ خون دل کا کیا ہین حوصلہ ۔ عشق سے اب تک طبیعت اسکی گہبراتی نہین

ولہ

گھرون جو بیٹھین وہ یار جرات سے جہانکین کرنا نہ لگکے دیوار ان	گھبراتی ہے جان اپنی تن مین جا بیٹھیے اک اوجاڑ بن مین

ولہ

کیونکر جرات لگا نہین ہم لگا اور تو اور چوری چوری سے	کہ فرشتہ کا وہان لگا و نہین بات کرنے کا بھی تو دا و نہین

ولہ

زلف کے کوچے تک اب کب رسائی ہے ہمین کاش ہم ہوتے شکستہ ہو اے بخت سیاہ	رہ نہین سکتے ہین ہرگز کوچۂ دلدار مین تو بھی رکھدیتا وہ ہمکو خستہ دیوار مین

ولہ

جب دونون دونون طرف سے لگک بھی تھی لگی لاگ اٹھتے انکھین ملی پلی کر چھپاتا ہے وہ شوخ	دیکھ لیتا تھا وہ کیا الفت سے شرما کر ہمین بزم مین تو چشم حسرت سے نہ دیکھا کر ہمین

ولہ

اوسکے کوچے مین جو اکیا خاک حاصل ورنہ وہان پاؤن تو اوسنے کبھی پہلے سے بھی رکھا نہ اور	رکھدیا تقدیر نے جون سنگ رہ لا کر ہمین راہ رو اسنے گئے لاکھون ہی ٹھکرا کر ہمین

ولہ

ہمصفیرو یہ سمجھو تم کہ یہ چپکا رہا ہو کے مجبور اب کیا ہے صبر بے اختیار	گو کہ ہون خاموش لیکن بیکلی جاتی نہین ورنہ کیا میرے قفس مین طبع گھبراتی نہین

ولہ

گئے دید و اودید کے لطف اب تو ملاقات پہ دیکہ ٹھہری ہے ایسی	نہ پوچھو کہ کیا کیا ستم دیکھتے ہین نہ تم دیکھتے ہو نہ ہم دیکھتے ہین

ولہ

کیا خدائی ہے کہ آ بیٹھے ہین تم پاس جو ہم	آپ جا بیٹھتے ہین انکہ جدا اور کہین

یان نہ آئے تھے جو یکدم تو یہ آوازی تھی | بیان کا اخلاص جتنا ربط ہوا دو گھڑی

ولہ

بیچارہ کا تمہارے نام سرا اپنا گھر | تمکو نہیں خبر کچھ کیا آپ سے ہین

لے لے کی نام اوسکا سب مرو ہان نا ضحکا | منہ وہانپ وہانپ وتے ہین شام اور سحر

ولہ

تجھکو لے چلتے ہین اس شہر سے اوس نام ہین ہم | کہ دلا کیجیو فریاد نہ وہان جا کے کہین

دیکھو مجھکو بھی وہان سے نہ نکلوا ئیو تم | بہونے سے بست ہوں پاؤں نہ دردر [illegible]

ولہ

دیکھیو شوخی کہ جوش اشک مثل آتش | جب نہیں پاتا وہ میرے دیدہ حیران مین

تو سمجھتا ہے جسے محفل میں وہ میرا رقیب | بات کچھ نہیں ہے کے کہتا ہے وہ [illegible] کان مین

ولہ

کیا ہوے وہ دن جو پیغام آتے تھے ہمین | اٹھو درد ہجر کی ایذا اوٹھا سکتے نہیں

صورت اپنی تم کسی صورت دکھا جاؤ ہمین | ہین یہ آنے بس مین ہم لاچار [illegible] سکتے نہیں

ولہ

تھا یہی خوف کہ ناصح مرے پیراہن کا | کر کے تو فکر رفو ہووے نہ ہلکان کہین

اب جو ٹانکا اوسے تونے تو نظر آتا ہے | پارہ جیب کہین پارہ داماں کہین

ولہ

کہوں کیا درد ہجران سے مری کیا شکل ہے جو آتا | کسی صورت نہیں آرام سخت ایذا اوٹھاتا ہوں

کبھی گھبرا کے سر اپنا پٹکتا ہوں میں بالین سے | کبھی بستر پہ بیتابی کے مارے تلملاتا ہوں

کبھی جو یاد آتا ہے وہ ہنستا بولنا اوسکا | تو پھر رو رو کے دریا اپنی آنکھوں سے بہاتا ہوں

کبھی آواز اوسکی سی جو آ جاتی ہے کانوں مین | تو دل پر ہاتھ رکھ دھیان اوسطرفکو مین لگاتا ہوں

کبھی [illegible] اوسکا وہ بلوانا جو مجھکو یاد آتا ہے | تو بیٹھے بیٹھے کیا جانوں کدھر کو آہ جاتا ہوں

پھر اس مین گر کسی کو کوئی پاس آن بیٹھی ہے | تو مطلع پڑھ کے یہ روتا ہوں اور اسکو رلاتا ہوں

قرار اوس شعلہ خو کی ہجر مین کیا خاک پاتا ہون
نظر آتی ہے اک آتش جدہر کو آنکھ اوٹھاتا ہون

ولہ

گر مین کہتا ہون مرے پاس ذرا بیٹھ اے شوخ
تو کہون کیا کہ وہ جھنجلا کے کہے ہے کس شکل
کچھ مین بدوضع نہین لوگو نہین بدنام نہین
گو تو اچھا ہے پہ تجھسے مجھے کچھ کام نہین

ولہ

مجھے محفل مین اپنے دیکھ سب سے وہ یہ بولے ہے
بچا کر آنکھ پہر میری وہ یون اک سے کہتا ہے
بھلا بیٹھے ہین یہان کیون لوگ یہ کسکو بلاتا ہون
یہ راہت مانیو کیا جانیے کسکو سناتا ہون

حسن تخلص خواجہ حسن مرحوم مغفور حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے ٭

کہین کس سے روداد اپنی کرین کیا
اوسے ڈھونڈہتے ڈھونڈہتے گم ہوی خود
اسی فکر مین جہہ تو ششدر کھڑے ہین
حسن اب تو لینے کی دینے پڑے ہین

درد تخلص حضرت خواجہ میر دہلوی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ٭

پوچھا مین درد سے کہ بتا تو سہی مجھے
کہنے لگا مکان مین فقیر کو
درویش ہر کجا کہ شب آمد سرای اوست
اے خانمان خراب ترا بہی کہین گہر کہین
لازم ہے کیا کہ ایک ہی جاگہ ہو گہر کہین
تو نے سنا نہین ہے یہ مصرع مگر کہین

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم دہلوی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے ٭

ہاے کل سب آشنا تیرے مریض عشق کے
آج گھیرے ہوئے پہرتے ہین باچشم پر آب
تہی علاج ضعف دل اور ضعف تن کی فکر مین
گاہ تدبیر لحد مین گہ کفن کی فکر مین

رند تخلص سید محمد خان حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ٭

کیا سمجھکر مجھسے فرماتے ہین آپ
واسطہ کیا ہے کیا جب ترک عشق
میرے گہر مین کیون تو اب آتا نہین
تمسے کچھ رشتہ نہین ناتا نہین

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ٭

ہنستے ہنستے یار سے اپنے کہی مینے یہ بات
دیکھیو خوبی ڈھٹائی کی کہ وہ کہتا ہے کیا
ہاے صد افسوس مین تیرا ہون تو میرا نہین
ہان نہین ہان ہان نہین بس بس نہین اچھا نہین

ولہ قطعہ

کیا کسی طرح سے ملتا ہے تو اے رنگین جان	ہر ملاقات مین کہ تجسے کہان تک مین لڑون
رحم آتا نہین کچھ تجکو بدن چھلتا ہے	سخت سست ہاتھ لگا مجکو ترے پاؤن پڑون

سودا تخلص مرزا محمد رفیع حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

سودا سے رات مین کہا مغموم کیون ہے تو	انکا ہے اندہ تو نہین ترا دل مگر کہین
کہنے لگا کہ سچ ہے پر اسکی گرہ جی	بچ جاے تو نہ دلکو دون بار دگر کہین
پوچھا جو مین سبب تو کہا کیا نہین سنی	قاصد مرے کی جانکی تونے خبر کہین
نامہ لکھا تھا یار کو مینے سمجھکے ہے	عالم مین رسم نامہ و پیغام ہر کہین
لیکن سواے بندگی و عجز و انکسار	نکتہ ہوا وہ مین حرف تمنا سے گر کہین
وہان لیکے مجھکو مارہے گردن کہ جس جگہ	پانی کے قطرے کا بھی ہووے اثر کہین
ورنہ خدا کے واسطے انصاف تو کرو	آتا ہے ایلچی پہ زوال اس قدر کہین
اوڑتا پھرے ہے نامہ گلی مین کسی طرف	دہڑ سے جدا پڑا ہے سر نامہ بر کہین
دقتیکہ دلبران جہانکا ہو یہ سلوک	پھر دلکو دون کہو تو کس امید پر کہین

سوز تخلص محمد میر حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

مقبرون مین دیکھیے ہین اپنے ان انکھونسے روز	یہ برادر یہ پدر یہ خویش یہ فرزند ہین
تو بھی ٹھوکر مار کر چلتے ہین رعنائی سے یار	سو جھتا اتنا نہین ہم خاک کے پیوند ہین

شہیدی تخلص منشی کرامت علی خان مرحوم خلف عبد الرسول خان عروضی باشندہ لکھنؤ شاگرد مصحفی و نصیر دہلوی بیشتر پنجاب و گجرات و رامپور بریلی و بھوپال تال وہ دہلے مین رہتے تھے علم عروض و حساب مین امثال و اقران سے زیادہ دخل رکھتے تھے بڑے بے تکلف اور عاشق مزاج تھے آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے ۱۲۵۵ ہجری مین سفر حجاز کیا اور بعد اداے حج بیت اللہ روانہ مدینہ منورہ ہوکر اثناے راہ مین بیمار ہوئی آور بتاریخ ماہ صفر مظفر ۱۲۵۶ ہجری کو جس وقت مدینہ منورہ مین پہونچے اوسیوقت روضہ مبارک کو دیکھکر جوش اشتیاق سے انکی جان نکل گئی ف

قسمت نگر کہ کشتۂ شمشیر عشق یافت * مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند * دیوان انکا نظر راقم سے گذرا

طرفہ صحبت ہے ہماری شکل سے بیزار تم
اپنی یہ خواہش ہے ہم ہر دم دیکھا کریں
کاش پھر دے کوئی وہ جادو کا عمل یکبار
جس سے تم ہمکو نہ دیکھو تمکو ہم دیکھا کریں

ولہ

خلوت میں پا کے اوس سے کہا میں نے ایک رات
کچھ صبر آج دل میں ذرا دیکھتا نہیں
ورنہ بہشت میں کوئی نشہ کی ہے بیخودی
یاں کوئی میرے تیرے سوا دیکھتا نہیں
آنکھوں میں آپ شمع کی چربی ہے چھا رہی
گل خوب ہے زرخرید ترا دیکھتا نہیں
رسوا ہی اگر ہو ہم سے تجھے شمع گل کروں
اے جان پھر تو کوئی بھلا دیکھتا نہیں
ملا کے اتنے روز دن سے صحبت ملی تجھے
پر حیف تو مزاج مرا دیکھتا نہیں
پھرتے اگر لحاظ و ادب پر پڑا الف
کمبخت میری شرم و حیا دیکھتا نہیں
گل جسم نیم یار سے ہے تاب نہیں رہا
پروانہ پاس شمع پڑا دیکھتا نہیں
اسکے سے تجھ کو [illegible] جالی کا کام کر
دیکھے نہ دیکھے کوئی خدا دیکھتا نہیں

طالش تخلص مرزا محمد اسمعیل عرف مرزا اصفہان حال انکا بتفصیل تحریر ہو چکا ہے *

کچھ وحشت کے ہیں مضمون ہم
ہمیں فقر کی زیبائیان
لیجئے تا دامن گریبان چاک کر
ہمکو انگرکھیان پہنائیان

ولہ

چمک سے تیغ کے بجلی نکلے اوسکی صحبت [illegible]
کیا بات دل میں ہے اپنے بھی معلوم کرتے ہیں
[illegible] شکل سے جو [illegible] ہم [illegible]
شمع کہا تیکے تئین قرآن پہ ہاتھ دھرتے ہیں

ولہ

رات ہم آغوش ہوکر [illegible]
واسطے [illegible] اوسے دکھلائیان
[illegible] ہم
[illegible] لیتے رہے انگڑائیان

ولہ

جس اشک کے قطرے کو کہتا ہون ذرا تھم جا | عالم کی ملامت سے مین رنج اوٹھاتا ہون
شب سنکے وہ کہتا ہے مت رو کہ طپش مجکو | مین دور سے آتا ہون اور دور کو جاتا ہون

ولہ

طپش جا کے سینے کل جو دی ترغیب اوس گلرو کو | کہ بدن سے تمہارے کشتۂ غم کی مین لاتا ہون
عجب لالہ کہلا ہے اوسکے خون آلودہ تربت پر | اگر چلیے تو اب تمکو تماشا مین دکھاتا ہون
لگا کہنے عنایت آپ کی لیکن کہین اب تو | خند ہنستا ہے مین ہرگز نہ آتا ہون نہ جاتا ہون

ولہ

کل عرض کیا یار سے جینے کہو کیا ہو | گر تجھسے ہم آغوش مین اے ماہ جبین ہون
کہنے لگے بس بس یہ اوٹھا دیجیے دل سے | تم جیتے ہو مجھسے سمجھے ہو یا [illegible] نہین ہون

ولہ

بد خواہ نے کل ایک جو اونسے یہ جا کہا | وارفتہ کچھ طپش فقط اک تم ہی پر نہین
ملتا ہے ہر کسی سے ہر اک سے ہے اوسکو انس | وہ کونسا ہے دل کہ جہان اوسکا گھر نہین
بولا کہ دیکھیے مین تو ایسا نہین ہے وہ | باقی کسیکے دل کی کسیکو خبر نہین

ولہ

طائر غم کا آشیان ہے دل | قطرۂ خون بھی اوسکے پاس کہان
تو عبث سخت دل کا جویان ہے | چیل کے گھونسلے مین ماس کہان

ظفر تخلص جنت آرامگاہ بہادر شاہ بادشاہ دہلی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

وہ ہمسے وعدہ کر جاتے ہین اکثر شب کے آنیکا | مگر آتے نہین ہرگز کہ جا کر بھول جاتے ہین
گزر جاتی ہے ساری رات کہتے کہتے یہ ہمکو | اب آتے ہین اب آتے ہین اب آتے ہین اب آتے

فدوی تخلص مرزا محمد علی عرف مرزا [illegible] حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

پوچھتا کیا ہے مجھسے فدوی تو | مین جو بے اختیار ہنستا ہون
بے خبر جو ہین مرگ سے اونپہ | مثل شمع مزار ہنستا ہون

فراق تخلص حکیم ثناء اللہ خان مرحوم دہلوی برادرزادہ ہدایت اللہ خان ہدایت طب مین اچھا دخل رکھتے تھے کسب سخن وکسب باطن حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے کرتے تھے شعر صاف وعاشقانہ خوب کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

صحبت فراق وصل سے میسر ہو کسطرح	ذنکو تو وہ کہے ہے کہ ملنے کا ڈھب نہین
اور ر اُنکو جو کہیے تو پھر وہ بہانہ جو	زلفین اُٹھا کے منہ سے یہ کہتا ہے شب نہین

فغان تخلص اشرف علی خان دہلوی کوکہ احمد شاہ بادشاہ مقیم عظیم آباد شاگرد علی قلی خان ندیم بعض صاحب تذکرہ نے غلطی سے انکو قزلباش خان امید کا شاگرد لکھا ہے بڑے ظریف تھے انتقال انکا ۱۱۹۶ ہجری مین ہوا ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

رونا جہان تلک تھا مری جان رو چکا	مطلق نہین ہے چشم مین نم کا اثر کہین
باور نہین اگر تجھے آ تو بھی دیکھ لے	آنسو کہین ڈہلک گئی لخت جگر کہین

قاسم تخلص حکیم میر قدرت اللہ خان دہلوی شاگرد ہدایت اللہ خان ہدایت مرید حضرت مولانا فخر الدین قدس سرہ ۱۲۳۰ ہجری مین انتقال کیا اشعار انکے مطبوع ومرغوب ہوتے ہین صاحب دیوان گذرے تذکرہ شعر انکا نظر سے گذرا

اونسے جمٹ گیا مین شب داؤگہات سے	ہر چند قاسم اونکی رہی زیر لب نہین
جہنجھلا کے مسکرا کے یہ کہنے لگے کہ تو	پر کہیو بے حیا مجھے ملنے کا ڈہب نہین

قبول تخلص مرزا مہدی علی خان حال انکا بتفصیر تحریر ہوا ہے

لسکا دُرد دور دور ساقی ہے	مست رکھتی ہے مے مدام ہمین
لڑکھڑا ئین تو ہاتھ پھیلا کر	محتسب سے کہین کہ تھام ہمین

وله

عشق سے میرے ہوئی شہرت تمہارے حسن کی	میرے داغون پر نظر اے مہ لقا کچھ بھی نہین
حسن کا جو ہر جو تم رکھتے ہو تو مین عشق کا	تم تو سب کچھ ہوگئے اور دوسرا کچھ بھی نہین

قدرت تخلص شاہ قدرت اللہ مرحوم برادر عم زاد میر شمس الدین فقیر عزیز ون مین حضرت شاہ عبد الغفور قدس سرہ کی تھی حضرت میرزا مظہر جانجانان قدس سرہ اور مرزا

جعفر علی حسرت سے کسب سخن کیا تہا شعر گوئی مین اچھی قدرت رکھتے تہے مرشدآباد مین سکونت اختیار کی تہی وہین ۱۲۰۵ ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گذرا

بہیج مت مرہم کافور تو قدرت کے حضور | یہ علاج اور بہی زخمون پہ اثر کرتے ہین
تیری جان سوختہ خورشید قیامت کے تئین | ہر سحر ہنبۂ ناسور جگر کرتے ہین

گویا تخلص حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان بہادر ولد بلند خان قوم افریدی شاگرد خواجہ وزیر ساکن کولہار لکہنو کے امراے نامی مین تہے شعر صاف و عاشقانہ اچہا کہتے تہے دیوان انکا نظر سے گذرا

نقش پا گویا کے کہتا تہا وہ شوخ | اس طرح کا آدمی ہوتا نہین
کس خوشی سے جان دی اس شخص نے | ایسا عاشق دوسرا دیکہا نہین

محترم تخلص خواجہ محترم علی خان دہلوی مقیم عظیم آباد برادرزادہ خواجہ محمدی خان شاگرد شاہ گہسیٹا عشق

دوستون نے مرے کہا او آکے | محترم کو کہو تو یہان لائین
لگے کہنے کہ شور کرو تم | ہم جو مجلس مین اوسکو بلوائین
رو ندیوے کہ جسکے رونے سے | ساری محفل کے چہچہے جائین

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا پیشتر تحریر ہوچکا ہے

گرچہ ارباب تمنا کیطرح میر ہوئین | بیش و کم مشغلہ یک عمر رہا دنیا مین
لیکن آخر کو جو دیکہا کف افسوس ہوا | مصحفی اپنے نہ کچہ ہاتہ لگا دنیا مین

مومن تخلص حکیم محمد مومن خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوچکا ہے

شام سے اپنے سو رہے وہ تو اور ہم اونکو چہیڑین | ولولہ ہاے شوق سے کیا کیا بہرے ہین گہڑی گہڑی
کرتے ہین آواز فیری دیتے ہین دستک سو سو بار | گہر مین تہیر پہینکتے ہین زنجیر در کہڑکاتے ہین

میر تخلص میر محمد تقی حال انکا پیشتر تحریر ہوچکا ہے

کچہ کچہ ہونگا روزیہ کہتا تہا دل مین ہین | آشفتہ طبع میر کو پایا اگر کہین

سو کل مجھے ملا وہ بیابان کے سمت کو
جاتا تھا اضطراب زدہ سا اودھر کہین

لگ چل کے مین برنگ صبا اوس سے یہ کہا
اے خانمان خراب ترا بھی ہے گھر کہین

آوارہ جابجا جو پھرے ہے تو دشت مین
جاگہ نہین ہے شہر مین تجھکو مگر کہین

خون بستہ اپنی کھول قرہ بوجھتا ہے گر
رکھ ٹک تو اپنے حال کو مد نظر کہین

آسودگی سے جنس کو کرتا ہے کون بخت
جانے ہے نفع کوئی بھی جی کا ضرر کہین

موتی سے تیرے اشک ہین غلطان کسطرف
یاقوت کے سے ٹکڑے ہین لخت جگر کہین

تا کے یہ دشت گردی و کبتک یہ خستگی
اس زندگی سے کچھ تجھے حاصل بھی مر کہین

کہنے لگا وہ ہوکے پر آشفتہ یک بیک
مسکن کرے ہے دہر مین مجھسا بشر کہین

آوارگونکا ننگ ہے سننا نصیحتین
مت کہیو ایسی بات تو بار دگر کہین

تعیین جا کو بھول گیا ہون پہ ہے یہ یاد
کہتا تھا ایک روز یہ اہل نظر کہین

بیٹھے اگرچہ نقش ترا تو بھی دل اوٹھا
کرتا ہے جاے باش کوئی رہگذر کہین

کتنے ہی آئے لیکے سر پر خیال پر
ایسی گئی کہ کچھ نہین اونکا اثر کہین

ولہ

کوہ و صحرا بھی کر نہ جاے باش
آج تک کوئی بھی رہا ہے یا ن

ہے خبر شرط میر سنتا ہے
تجھسے آگے بھی کچھ ہوا ہے یا ن

موت مجنونکو بھی یہین آئی
کوہکن کل ہی مر گیا ہے یا ن

نازش تخلص مولوی الٰہی بخش ولد مولوی محمد صالح شاگرد مظفر علی اسیر باشندہ خیرآباد عزیزون مین مولوی فضل حق مرحوم مغفور کے ہین

حصا باغ مین قمری کو سرو رعنا نی
کیا ہے وصل سے کیا کیا نہال پرویز

زیر برقع فانوس شمع وہ پہ دا ...
بہت سے رہتے ہین خندہ حال پرویز

ہمارے طالع برگشتہ کیسے ہین یارب
نہ پر بلا ہے نہ ہمکو وصال پہ دے ہین

نازنین تخلص مرزا علی بیگ ریختی گو دہلوی بخلاف جانصاحب کے انکے ریختی مین کچھ کچھ شاعری کا بھی لطف ہوتا ہے

نازنین اتنا بھی ہرجائی پنا / یہ تمہارے آگیا کیا دھیان مین
روز اک دیگر کی ہین مہمانیان / روز رہتے ہو اسی سامان مین

ناسخ تخلص جامع اوراق +

نہ مسی ہون کہ لب لعل تلک اوسکی پہونچون / نہ تو سرمہ ہون کہ ہو اپنا گزر آنکھون مین
کیا کہون حال مین اپنا کہ مین کیا ہون ناسخ / صورت خار ہون کیا ہو مرا گھر آنکھون مین

ولہ

صحبت غیر سے نہ کرین آپ / وہ صفا عارض و جبین مین نہین
نقش دندان غیر ہین لب پر / نام میرا ہے اس نگین مین نہین

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی حال انکا پیشتر تحریر ہوچکا ہے +

کل بہت رشک پری نے چوڑی والی سے کہا / روز لاتی ہے بنا کر تو سہانی چوڑیان
دیکھ تو آنکھونکی اندھی کچھ بھی ہے تجکو خبر / یہ تو میری نوجوانی اور پرانی چوڑیان

وزیر تخلص خواجہ محمد وزیر حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

کوے قاتل کا یہ قاصد ہے پتا / نامہ بر قتل ہوا کرتے ہین
پڑے رہتے ہین خطون کے پرزے / پر کبوتر کے اوڑا کرتے ہین

ولہ

نکو عوض مرے جرم و گناہ بیحد کا / الٰہی تجکو غفور الرحیم کہتے ہین
کہین کہین نہ عدو دیکھکر مجھے محتاج / یہ اونکے بندے ہین جنکو کریم کہتے ہین

ردیف واو

انس تخلص مولوی عصمت اللہ ولد چودھری رحمت اللہ مرحوم باشندہ قصبہ بنڈوہ ضلع ہوگلی سال تولد انکا ۱۲۵۳ ہجری ہے طبع سلیم رکھتے ہین ذہن مستقیم رکھتے ہین شعر و سخن سے بہت شوق ہے ابتدی سے نہایت ذوق ہے بڑے پرگو ہین شعر اچھا کہتے ہین ایام صبا سے دار السلطنت کلکتہ مین رہتے ہین کلام انکا راقم الحروف کو

قطعہ انتخاب

دکھلاتے ہین کلکتہ مین انکے بہت شاگرد ہین صاحب دیوان ہین

بشر انسان کہون کیونکہ تمہین ای نور کی پتلی
فرشتہ ہو پری ہو کیا کہون تم حور جنت ہو
قمر سیکر ہو تم زہرہ جبین ہو مہر سیما ہو
حسین ہو نازنین ہو خوبرو ہو خوبصورت ہو

انشا تخلص میر انشا اللہ خان حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

کیون مری چاک گریبان سے بہلا او بہتا تہا
اتنو بخشا تجہے پہر آگے یہ زنہار نہو
کہولے دیتا ہون ترے کان ابہی سے اگلی
ایسی تقصیر کبہی پہر یہ خبردار نہو

ولہ

میرے ہی سر کی قسم ہے نام جانے کا نہ لو
مجہکو بیٹہو آج اگر تم اپنے گہر جاؤ رہو
اب جوان فضل الہی ہو چکے کیا ڈر تمہین
آؤ بیٹہو کہیلو کودو لوٹو پوٹو سو رہو

سحر تخلص شیخ امداد علی خلف شیخ امام بخش باشندہ لکہنو شاگرد شیخ امام بخش ناسخ عروض و قوافی مین اچہا دخل رکہتے ہین راقم سے ان سے لکہنو مین ملاقات ہوئی تہی دیوان انکا نظر سے گذرا

ایک ہندی پہ لکہے یہ دو حرف
دوستو یار کو روانہ کرو
جلد آؤ کہ دم نکلتا ہے
مجہکو بیٹہو اگر مہبانہ کرو

بقا تخلص محمد بقا اللہ مرحوم حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے

گر قتل کیا بقا کو خوب ہو
اسبات کو منہ سے مت نکالو
پنہان ہے بہلا ہے خون عاشق
جانے دو اب اوسپہ خاک ڈالو

بیدار تخلص میر محمد علی عرف میر محمدی مرحوم دہلوی شاگرد مرتضی قلی بیگ فراق و مرید مولانا فخر الدین قدس سرہ شعر گوئی مین اچہی مشق رکہتے تہے اکبر آباد مین سکونت اختیار کی تہی وہین راہی ملک بقا ہوئے سعادت خان ناصر نے جو انکو اپنے تذکرہ مین میر محمدی متخلص بہ قربان سمجہکے لکہا ہے وہوکے مین ثنا اللہ فراق کا شاگرد لکہا ہے غلطی کی ہے صاحب دیوان گذرے ہے

بیدار تو اس جہان مین آگر
چوچاہے سو میرے یار کیجہ

پر جس سے گرے کسو کی دل سے	وہ کام نہ زینہار کیجو

تراب تخلص حضرت تراب علی شاہ حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

کہدیجیو یہ بات اور سمجہائیو اوسکو	یاروں سے ہمارے جو سعید ازلی ہو
دنیا میں سدا رہنے کو آیا نہیں کوئی	لاحق ہے اجل سبکو نبی ہو کہ ولی ہو

تمنا تخلص میر سید علی خان اورنگ آبادی اور کچہ حال انکا معلوم نہوا +

بہلا سنو تو مری جان چپ رہوں کبتک	کہوں فراج مبارک یہ گر ملال نہو
تمہارے رخ کو جو گہیرا ہے خط کے سبزہ نے	یہ دود آہ کا میرے کہیں وبال نہو

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

ایسے بیرحموں کی مجہکو دام میں لایا ہے جو	کوئی تو کہتا ہے اسکے توڑ کر پر چہوڑ دو
اور کوئی بیدرد یہ کہتا ہے بیدردی سے آہ	گر تماشا دیکہنا ہے ذبح کر کر چہوڑ دو

ولہ

سنکے کوچے میں ہمیں بام سے تم جہانکتے تہے	یا تو منظور تہی یوں شکل دکہانی ہمکو
یا فغاں سنکے بہی کچہ منہ سے نکلتی نہیں بات	چہوڑی پر وہیں بہی آواز سنانی ہمکو

ولہ

بزم خوباں میں بہلا ہجر میں اوسکے ہمدم	بیٹہیے کس شکل دل اپنا کوئی بہلانے کو
آنکہ اوٹہاتے ہی کسی شوخ کی تصویر کی شکل	سامنے آن کہڑی ہوتی ہے دکہانے کو

ولہ

مت جا تو گلی میں اوسکی ہردم	کہتا ہوں یہ بار بار دل کو
پر جائے بغیر آہ جرأت	یک لحظہ نہیں قرار دل کو

ولہ

میں کہا دیکہی ہے میں نے خواب میں ابروے یار	دوستو مجہسے کہو اس خواب کی تعبیر کو
آہ اس ناکور کو سنتا تہا وہ قاتل کہیں	آن پہنچا سر پہ میرے کہینچکر شمشیر کو

ولہ

خانۂ یار کے گرد آٹھ پہر پھرتا ہون / بیقراری نے تو یہ چال سکھائی مجھکو
غیر پر کرتے ہین وان رخنۂ دیوار کو بند / تا جہانک اوسکی فرادے نہ دکھائی مجھکو

ولہ

فائدہ کیا ہے جو تنہائی مین گزری جرأت / خضر کی طرح سے جو عمر یہ طولانی ہو
یہ غنیمت ہے کوئی دم جو خوشی سے گذری / ابر و باغ و چمن و یار و غزلخوانی ہو

حسن تخلص میر غلام حسن حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

اونکے یان رات مین خفا ہوکر / لگ کے رونے لگا جو کونے کو
مجھپہ جھنجھلا کے یون لگے کہنے / کیا کہون تیرے غصہ ہونے کو
منہ پہ آنسو دہرے ہی رہتے ہین / آگ لگجائے ایسے رونے کو

حیدر تخلص منشی مصطفے حیدر حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

دوستو کسنے چرایا دل سوزان کو مرے / یک بیک ہو گیا سینہ مرا ٹھنڈا دیکھو
دیکھو وہ آنکھ چراتے ہین چراکر دل کو / چور پکڑا ہے ابھی ہنسنے بہی کیا دیکھو
لو جھکنے بہی لگے مٹھی تو کہو لو صاحب / پڑ گیا ہاتہ مین کیا یہ پھپھولا دیکھو

درد تخلص حضرت میر درد قدس سرہ حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

دل نالان کو یاد کر کے صبا / اتنا کہنا جہان وہ قائل ہو
ہم بسمل کوئی کسیکو چھوڑ / اسطرح بیٹھتا ہے غافل ہو

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

رہی ہر طرح سے صیدی کی کبوتر کی طرح / ہاتہ سے اوس بت بیدرد کی ایذا ہمکو
صید ہی مین نہ فقط ذبح کا کچھ قصد رہا / صلح بہی ٹھہرے تو پھر کاہے کے چھوڑا ہمکو

رند تخلص سید محمد خان حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

مجھسے خلوت کی ملاقات رہی / روز جلوت مین بلایا نہ کرو
جو اسکے بندے لیے بدنامی ہے / جان صحبت مین بٹھایا نہ کرو

سودا تخلص مرزا رفیع حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

اے نسیم سحری ہو وہ وقت سے دور
ایک گل ہنک مرا نغ نہ ہوا چلتے وقت
سب نہایت نظر آیا یہ گلستان مجھکو +
خار نے بھی تر کھا کھینچ کے دامان مجھکو

سوز تخلص محمد میر حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

گالیان تو لبون سے خوب سہی دین
کچھ بڑی بات تو نہین واللہ
کبھی بوسکی بھی اجازت ہو
چوم کر لین اگر عنایت ہوا

شہیدی تخلص منشی کرامت علی مرحوم حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

اٹھہ بوسوان پہ ہون نوکر یک جہت اوباش کا
شب جو ہم بوسے اونکے لب سے ہم لینے لگے
بولی وہ جھنجھلا کے ناغہ کب ہوا تھا آپ کا
صبح کے دو شام کے دو روز کے دو شب کے دو
کہکے یون یہ ابکی دو یہ جب کے دو یہ تب کے دو
ہائے یہ کس دن کے دو کس ان کے دو کب کے دو

طپش تخلص مرزا جان حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

آہی تجھکو سب قدرت ہے بلبل کو ملا گل سے
نہ پروانہ بھی اپنے شمع سے ہرگز جدا ہووے
رسائی ہو وہی ہر ذرہ کو بھی خورشید تک حاصل
یہ جیسں دم مل چکین سب طالب مطلوب آپس مین
جو قمری ہے نصیب اوسکو بھی وصل سرو بستان ہو
سمندر بھی ہمیشہ مجمر و منقل مین سوزان ہو
چکورونکو بھی ہر صورت سے قرب ماہتابان ہو
پھر اون سبکی تصدق سے مجھے بھی وصل جانان ہو

اے اہل دول کیا ہے یہ تمکین و تمکن +
سنجاب پہ کمخواب پہ قاقم پہ نہ رکہ پاون
ولہ آخر کو یہ یک روز مکان ہو نہ مکین ہو
تیلا ہے تر اخاک کا تو خاک نشین ہو

ولہ

کفش برداری کی تقریب سے یک مہوش کے
لیگئی متصل اوسکے مجھے بیتابی دل
دیکھکر میرے دل زار کی بے صبری تمام
ہے ترے دل کے ستانے مین مرے دل کی تسلی
اوسکی محفل مین ہوئی کل جو رسائی مجھکو
عقل کرتی ہی رہی چشم نمائی مجھکو
یون لگا کہنے بتا کر وہ رکھائی مجھکو
گو برا اسمین سکھے ساری خدائی مجھکو

ولہ

ہاتھ سے میرے کسطرح اے غیر / دامن اوسکا جدا کرے گا تو
فرض کیجیے کیا کہ یون بھی ہوا / کشش دل کو کیا کرے گا تو

ولہ

پردۂ گل مین کب تلک اے دوست / شکل بو کی رہا کرے گا تو
ایک دن تجھکو دیکھ لینا ہے / یار کب تک چھپا کرے گا تو

ولہ

کہتے تھے ہم طپش دل اوسکو نہ دے / اور جو دے گا برا کرے گا تو
تونے کہنے پہ کچھ عمل نہ کیا / ہم بھی اب دیکھین کیا کرے گا تو

ولہ

آزمایا ہمنے یارون کو سدا ہر رنگ مین / کیا کوئی لیوے جہان مین دوستی کے نام کو
گلفشانی کی توقع کیا کہ میری قبر پر / پھولون کے دن بھی نہ لائے اوس بت گلفام کو

ولہ

طپش کیا کہیے کل ناحق عوض بوسے کے ہم سہواً / بہانے سہل پر دے بیٹھے دل اوس یار قاتل کو
سوا اب صبر کے کہیے اوس سے یہ سود نہین بنتا / وہ اپنا بوسہ لے بیٹھے اور اب پھیر دے دل کو

ظفر تخلص جنت آرامگاہ بہادر شاہ حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

غافلو ہو کہ نہو تمکو سفر مین کچھ سود / ساعت نیک سمجھ کے مگر بیٹھے ہو
لیک جب جاتے ہو دنیا سے سوی ملک عدم / نہ کوئی دن نہ کوئی وقت سفر پوچھتے ہو

عشق تخلص حکیم میر عزت اللہ خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

بلبل تو عبث پھولی ہے اوس گل پہ کہ جسکو / گوش شنوا ہو نہ ذرا چشم حیا ہو
چل ساتھ مرے تجھکو دکھا دون وہ طرحدار / آنکھون سے نہ دیکھا ہو نہ کانونسے سنا ہو

قربان تخلص میر محمدی دہلوی عرف میر کلو شاگرد تمنا اللہ خان فراق +

ہاتھ پکڑا جو مین کہا اے واہ / کچھ دوانی ہوئی ہو لو دیکھو

قطعہ منتخب

چھوڑ دو تمکو مرے سر کی قسم / اٹھا سنتا کوئی نہو دیکھو

مرزا تخلص نواب محمد حسن خان دہلوی مقیم بنارس خلف نواب اشرف خان معاصر سودا

آگرا ہے جو تمہارے ہی در اوپر مرزا / دمبدم اوسکو اوٹھاتے ہو بھلا کاہے کو
جب وہ غربت زدہ جاتا ہے تو سو کر کے فریب / پھر اوسے آپ بلاتے ہو بھلا کاہے کو

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

وہ جو عاشق ہیں اپنے ہاتھوں سے / پھینک دیتے ہیں کاٹ کر سر کو
مصحفی قتل گاہ عشق کے بیچ / نہیں تکلیف دست و خنجر کو

وله

کیا ایک کر گذرتی ہو وہی جان / جو کچھ تم اپنے دلمیں ٹھانتے ہو
غرض ہو آشنا اپنے ہی ضد کی / کسیکی بات کو کب مانتے ہو

وله

میرے نامہ کو سرسری نہ پڑہو / اک ذرا اسکو بیٹھکر دیکھو
مدعا بھی نکل رہیگا کہیں / پڑہے جاؤ نہ پیشتر دیکھو
ہو چکی نامہ جب تمام تو پھر / ہے عبارت جو پشت پر دیکھو
کر کے اول سے تابہ آخر غور / پھر جدھر چاہو تم اودھر دیکھو

وله

ارادہ گر کروں شبکو تو وہ ملتا نہیں مجھسے / جو چاہوں دنکو تو آتی ہے لوگوں سے حیا مجکو
نہ دنکو چین ہے نے راتونکو نیند آوے معاذ الله / کیا ہے اوسکی چاہت نے گرفتار بلا مجھکو

منجور تخلص منشی اسد الله عرف میان علی جان حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

فائدہ خاک ہو نصیحت سے / عاشق خستہ حال و مضطر کو
مغز کھاتا ہے کیوں عبث ناصح / جونک لگتی ہے کوئی پتھر کو

مومن تخلص حکیم مومن خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

جب کہا میں نے کہ تم بیداد گر نا آشنا + / بے مروت بیوفا بیگانہ احباب ہو

ہنسکے فرمایا کہ ہین تو خیر جو کچہ ہون سو ہون ۔ تم بہی تو بے چین ہو بے صبر ہو بیتاب ہو

نساخ تخلص راقم اوراق +

جسکے قبضہ مین کہ ہے رشتۂ جان نساخ ۔ اوس مسیحا کا پڑا وصف جو لکہنا مجہکو
صوت ہوتا شعاع اور ہو خورشید دوات ۔ چاہیے ہر قلم سوزن عیسے مجہکو +

وله

جو بیوفا او نہین کہتا ہون مین تو شوخی سے ۔ وہ کہتے ہین سنو اپنی زبان کو تہام تو لو
یہ بیوفا کسے کہتے ہو خیر ہے صاحب ۔ وہ مین نہین ہون کوئی اور ہوگا نام تو لو

وله

ہمارے حال کو یون دیکہ دیکہ کر ہمدم ۔ عبث خموش ہو کچہ بہی زبان سے کام تو لو
جو ہو سکے تو سناؤ کسی کو حال اپنا ۔ نہو تو بہر تسلی کسی کا نام تو لو

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی حال انکا پیشتر رقم ہوا ہے +

ٹک ادہر منہ تو کرلے آئینہ تا انصاف ۔ دیکہ تو ہم مین حجاب رخ دلدار کہ تو
درمیان سد سکندر ہے اوٹہانے کے نے ۔ دیکہنے کا نہین مین اوسکی رواد رکہ تو

وله

برقع مین نہین ہے اوسکی جالی ۔ ٹک دیدۂ غور سے تو دیکہا نکو
کہنچے ہے وہ شوخ خنجری مین ۔ تار رگ جان عاشقان کو

وزیر تخلص خواجہ محمد وزیر لکہنوی حال انکا پیشتر رقم ہو چکا ہے +

بے یار ذوق کب ہے شراب و کباب سے ۔ پروا نہین ہے اب نہ مجہے ساقی ہو یا نہو
خون جگر پیا نہو جسنے وہ مے پیے ۔ کہائے وہی کباب کہ جو دل جلا نہو

ردیف ہاے ہوز

بقا تخلص محمد بقاء اللہ مرحوم حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے +

گر اسی طرح کرے کشتۂ حیرت اپنا ۔ دمبدم مجہکو دکہا کر رخ یار آئینہ

بس یقین ہے کہ ملک نامہ اعمال کی جا — آمرے ہاتھہ مین وہین روز شمار ایکبار

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

واے حسرت کہ چلے لیکے جنازہ جو مر — لوگ سب روتے ہوئے کوچہ دلدار کی راہ

شور و غل سنکے بہی ازرہ تغافل اوسنے — نہ ذرا جہانک لیا روزن دیوار کی راہ

ولہ

آپنے نظر کل ایک مرقع مین ناتوان — مجنون سے بہی فزون کسی بیمار کی شبیہ

تو ہنسکے مجہکو کہنے لگے جیتوں مین وہ — لو تم بہی دیکہ لو یہ ہے سرکار کی شبیہ

ولہ

شب وصال مین وحشی سا دیکہ مجہکو وہ شوخ — کہی ہے دیکہو بس آگے نہ تم بڑہاؤ ہاتہ

تمہارے ہاتہ نہ آیا ہون مین نہ آون گا — مری بلا سے جو تم کاٹ کاٹ کہاؤ ہاتہ

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

ہے باغ جہان مین سے کہ ہمت عالی — کر گردن تسلیم کو خم اور زیادہ

لیتے ہین ثمر شاخ ثمر ور کو جہکا کر — جہکتی ہین سخی وقت کرم اور زیادہ

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی حال انکا پیشتر رقم ہوا ہے +

قطعہ

کہا رنگین سے ہے دہوان میری — اگر ہے یاد وہین نیلی بتری دیکہ

سہیلی کچہ بڑہ کے ہونٹون مین — کہا بینے کہ اپنی ایڑی دیکہ

سودا تخلص مرزا محمد رفیع حال انکا پیشتر رقم ہوا ہے +

دوستو عشق مین ترقی و تنزل اپنی — کیا کہین ہم کہ زمانے سے ہوا کیا کیا کچہ

ضعف و ناطاقتی و سستی و اعضا شکنی — ایک گہٹنی پہ جوانی کی بڑہا کیا کیا کچہ

شاکر تخلص منشی عبد السبحان ولد قاضی اکبر علی مرحوم باشندہ کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انیخ صاحب طبع سلیم ہین

کہنے لگا وہ شوخ یہ جہنجہلا کے ناز سے — دیکہا جو ہمکو اور کسی مہ لقا کے ساتہہ

قطعہ منتخب

دو دن میں حال آپ کا کچھ اور ہو گیا ۴	اب خوب ہم سے پیش تم آئے وفا کے ساتھ

طپش تخلص مرزا جان حال انکا پیشتر رقم ہوا ہے +

غمخوار یار کے تنہا کہتے تھے کل طپش سے	ڈرتا ہوں ہو نہ تجھکو آزار رفتہ رفتہ
دیکھا نگہ کسی کی کمبخت آنکھ بھر کر	کرتی ہے چشم بازی بیمار رفتہ رفتہ

غربت تخلص حکیم غلام نبی مرحوم باشندہ رامپور شاگرد حضرت شاہ رؤف احمد رافت رحمۃ اللہ علیہ صاحب دیوان گذرے

جب کہا سینہ بسینہ ہو چلے اس طور سے	چلیے رکھتے ہیں ملا کر اشتر پر اشتر
بولے اس نازک سے چھاتی پر سینہ تھہرے	چاہیے تجھسے بچھیے اشتر پر اشتر

فوس تخلص مرزا محبوب علی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

صحبت اعدا میں سہے رات کو مکرین نہ آپ	ذرہ ذرہ حال ہے صاحب کا ظاہر اشتر
منہ ہے او تر اگال بیلے ہیں اور نکھین سرخ ہیں	ہو گئے شرمندہ جو دکھلا دوں اوٹھا کر آئینہ

محسن تخلص میر محسن علی صاحب دیوان و تذکرہ سراپا سخن ولد شاہ حسین حقیقت شاگرد خواجہ وزیر ورشک مفوض جوست باشندہ لکھنؤ تذکرہ انکا نظر سے گذرا

صاف سے ہر غنچہ گل پہ عروسانہ بہار	ہر چمن باغ میں عشرت کا بنا کاشانہ
دولہ نگلین سے بات آج چھٹی جاتی ہے	پھول مصری ہے سر شاخ دلہن کا شانہ

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا پیشتر رقم ہوا ہے +

خسرو کے سر پہ وہ نہ رہا تاج خسروی	نے رہ گیا وہ چتر فلک سا ہے جم کے ساتھ
کیسی اب اونکی دھوپ میں جلتی ہیں تربتیں	سایہ میں یاں پلے تھے جو ناز و نعم کے ساتھ

مومن تخلص حکیم محمد مومن خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

گھر میں بیٹھے تھے کچھ اداس سے وہ	بولے بس دیکھتے ہی میرا منہ
ہم بھی غمگین سے ہیں آج کہیں	صبح اوٹھے تھی دیکھ تیرا منہ

ولہ

شعلۂ شمع کا جو نیت ہے — نفع تو اک طرف ہے ضرر کو دیکھ
اس قدر بھی بلند پروازی — اے پتنگ اپنے بال و پر کو دیکھ

ولہ

جیدم سا پڑا تھا کوئی اوس کو جی میں آئی — در و دشت میں آ پہنچا تکتے دیکھا جو کہیں
اس کے صدقے وہیں گھبرا کے کہا ہائے — جا کر کوئی دیکھو کہیں ہم تو نہیں

ردیف یاے تحتانی

احسن تخلص مرزا احسن علی حال انکا مفصل تحریر ہوا ہے

کیا ہے انکو زمانے نے شکل دور ضعیف — [illegible] سے سپر [illegible] رکھتی تھی
دکھا تو دیا قد رنگ اونکی چشم عبرت سے — کماں تھی وہ جو [illegible] کی سی حنا رکھتی تھی

احقر تخلص قاضی محمد صادق خان مرحوم حال انکا مفصل تحریر ہوا ہے

نہیں ہرگز ہمیں مطلوب اے خضر — [illegible] تجھ کو ہو یہ زندگانی
کہ اب خنجر قاتل سے ہر دم — ہمیں حاصل ہے عمر جاودانی

ولہ

خفا ناصح سے ہوتا ہے وہ قاصد — مرا پیغام تو کہہ دو زبانی
پر اتنا کب ترا دل کو یقین ہے — کہ [illegible] تو یار جانی

ولہ

کیا ہے امتحان ہم نے جہان میں — [illegible] عہد زندگانی
موئے جیدم تو پھرتے ہیں سب لوگ — [illegible]

آزاد تخلص کپتان الکزنڈر ہیدرلی حال انکا مفصل تحریر ہوا ہے

سامان قتل میرے لیے کیا ضرور ہے — [illegible] آپ میں [illegible] نکالیے
ابرو ہو تو تیغ ستم ریز کھینچیے — مژگاں ہوں تو خنجر بُران نکالیے

اسیر تخلص منشی مظفر علی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

بد مزاج آپ اگر ہین تو ہمین بہی کیا کام ۔ خوش رہو خوش رہو صاحب یہ کہانی کیسی
نے اجل جان سے کہو یا ہمین دو باتون مین ۔ ہو مسیحا تو یہ اعجاز نمائی کیسی +

وله

اتنا کہون ظالم سے جو اوس بزم ہین پہنچون ۔ تقدیر کی تائید سے طالع کی مدد سے
بڑہ بڑہ کے یہ عشاق سے اچہی نہین باتین ۔ کچہ خیر ہے صاحب کہ بڑہے جاتے ہو حد سے

وله

اے صنم بندۂ درگاہ ہین ہم چہوٹ نہین ۔ تجہکو چہوڑین نہ اگر ساری خدائی چہوٹے
جاکے جنت مین بہی مانگین تری کوچہکی دعا ۔ سلطنت پہ نہ کبہی بوسے گدائی چہوٹے

آشفتہ تخلص عظیم الدین خان عرف بہوری خان دہلوی عزیز سعادت خان مکرم خان شاگرد میر محمدی مائل و فرزند علی مضمون قوم افغان سے تہے آخر ایام مین شعر گوئی ترک کرکے کسب باطن کی طرف مشغول ہوے تہے ان کے بیشتر مقطع مین زلف کا مضمون ہوتا ہے صاحب دیوان گذرے ہے

کل بعد عمر بزم مین کر اوسکے مین نے راہ ۔ فن سے کمین سے داو سے حیلہ سے گہات سے
پوچہا مزاج آپ کا کس چیز سے ہے خوش ۔ قسمت سے داستان سے حکایت سے بات سے
کہنے لگا بتائیے ہین آپ کس سے خوش ۔ دشنام سے طمانچہ سے گہونسے سے لات سے
مین نے کہا اوسے کہ جو بخشے عطا ۔ اپنے کرم سے لطف سے اور التفات سے
پہر تو وہ مین وہ مین یہ جبین ہو کی یون اوٹہا ۔ اس منہ سے اس شعور سے اس واہیات سے

آصف تخلص آصف الدولہ بہادر حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

ایک دن یار سے یہ مین نے کہا ۔ اتنے ہم طاقت و توان سے گئے
ہنسکے کہنے لگے کہ اے آصف ۔ یہی کہ کے لاکہون جان سے گئے

آفتاب تخلص حضرت فردوس منزل ابو المظفر مجاہد الدین شاہ عالم بادشاہ غازی فرمان روا ے دہلی وصال انکا سنہ ۱۲۲۱ ہجری مین ہوا ہے

قطعہ منتخب

حال انکا مانند آفتاب عالم تاب کے روشن ہے محتاج بیان نہیں دیوان انکا نظر سے گذرا

صبح اوٹھ جام سے گزرتی ہے ۔ شب دلارام سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے ۔ اتو آرام سے گزرتی ہے

افسوس تخلص میر شیر علی حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے ❊

میںنے کہا جب اوس سے کہ اے یار بیوفا ۔ مجھسے بھی تیرے دوستی دورو رہی رہی
ہنسکر کہا تب اوسنے کہ بس لگ نہ چل بہت ۔ اسمین ترا اجارہ ہے جبتک رہی رہی

ولہ

میںنے اوس سے یہ کہا چین رہی ٹک دلکو ۔ ایک ساعت بھی جو تو میری ہم آغوش رہے
سنتے ہی ہنسکے وہ یون کہنے لگے دور بھی ہو ۔ کیون رہون تیری بغل مین مری پاپوش رہے

ولہ

کون ہوتا ہے خفا کسکو برا لگتا ہے ۔ آرزو تیری ہر اک شخص کو ای یار رہے
ہمکو کیا کام خریدار ترا عالم ہو ۔ یا الٰہی تری نت گرمے بازار رہے

ولہ

عبث ہے سوچ تجکو نامہ بر دی شوق سی مجکو ۔ کوئی جھڑکی کوئی گالی اگر اوسکی زبانی ہے
ادا و ناز کی رسمون سے تو واقف نہین مطلق ۔ ارے نادان یہ تو ہین اوسکی مہربانی ہے

ولہ

جون کہا مینے کہ اب پردہ اوٹھا دیجے حجاب ۔ طالب دیدار سے منہ کا چھپانا منع ہے
سنکے ہنسکے یون لگا کہنے کہ کیا کہتا ہے تو ۔ یہ ہر اک کم ظرف کو جلوہ دکھانا منع ہے

الشیخ تخلص مولوی عصمت اللہ حال ان کا بیشتر تحریر ہو چکا ہے

وہ ہے اور عیش و طرب ہے اور ہے دور شراب ۔ [illegible]
مین ہون اور رنج و الم ہے درد ہے فریاد ہے ۔ نالہ و شور و بکا ہے آہ چیتا با نہ ہے

ولہ

او سطرف ناز و ادا ہے اسطرف شوق و نیاز — ہے شب مہتاب مین ہون صحبت جانانہ ہے
باغ ہے نہر و ہوا ہے اور چہائی ہے گہٹا — شیشہ و جام و صراحی ہے خم و پیمانہ ہے

ولہ

جسم یون روح سے لگا کہنے — تن سے جب ہو کے بیقرار چلی
چہوڑ کر ساتھ ایک عمر کا آج — حیف اے جان غمگسار چلی

ولہ

جدا وہ مایۂ تاب و توان و زیست ہی جب سے — نہ طاقت تن مین ہے اپنی نہ آنکھونمین بصارت ہے
جگر بے چین و دل بیتاب جان بیصبر ہے تن مین — نہ کہانا ہے نہ پینا ہے نہ سونا ہے نہ راحت ہے

ولہ

بغل مین تم جو بیٹھے ہو تو کیا ہی چین ہے دلکو — نہ اب رونا تڑپنا ہے نہ وہ آنسو بہانا ہے
نہ وہ صدمہ نہ وہ ایذا نہ وہ رنجش نہ وہ غصہ — نہ وہ فریاد و افغان ہے نہ اب وہ تلملانا ہے

انشا تخلص میر انشا اللہ خان حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

مجہے لپٹ کے اخیر شب یار نے کہا — کیا جانئے اندنون کی یہ کیون رات گہٹ گئی
کمبخت آ ہوا خلل انداز خواب مین — ہے ہے خروس صبح کی چہاتی نہ پہٹ گئی

ولہ

کیا منہ بنا رہی ہو اللہ ری رکاوٹ — گویا کہ آشنائی گاہی نہ تہی کسی سے
لو ہاتہ جوڑتا ہون بس کیجے جرم بخشی — تقصیر بہی تو یعنی ہوتی ہے آدمی سے

پروانہ تخلص کنور جسونت سنگہ عرف کاکاجی ولد راجہ بینی بہادر بہادر تخلص کہ آرکان دولت نواب شجاع الدولہ بہادر مین تہی شاگرد سرپ سنگہ دیوانہ شعر فارسی بہی کہتے تہے نہایت شکیل جوان تہے سنہ ۱۲۲۲ ہجری مین انتقال کیا بعض تذکرہ والون نے انکو میر حسن اور مصحفی کا شاگرد لکہا ہے اسپر اعتبار نہین دیوان انکا نظر سے گذرا

دیکہ تو ہمسے راست بازون سے — تو نے اخیر ہیچ ادائی کی

ہم سے رکہکر غبار خاطر مین — جا کر اغیار سے صفائی کی
اسے دل آزار تو ہی کر انصاف — ہے یہی طرز دلربائی کی
عہد کیا تہے اور قول و قرار — آہ تسپر بہی بیوفائی کی

تجلی تخلص میر محمد حسن عرف میر حاجی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ✤

جانب شہر عشق امت جب — رہ تجلی یہ راہ مشکل ہے
روکے بولا کہ اب تو جاتا ہون — خواہ آسان خواہ مشکل ہے

تراب تخلص شاہ تراب علی رحمۃ اللہ علیہ حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ✤

چشم عبرت سے ہمنے دیکہا خوب — اس جہان کا عجیب عالم ہے
یکطرف شور و غل ہے عیش و خوشی — یکطرف آہ و درد و ماتم ہے
پہول ہنستا ہے اور کلی چپ ہے — منہ پہ دونوکی روتی شبنم ہے

ولہ

مر گیے ہم اسی تفکر مین — اسی حیرت مین ہم جہان سے گئے
وا ے حسرت تراب بار دگر — پہر نہ آئے جو کوئی یان سے گئے

ولہ

عاشق کو نہین تاب جدائی کی زیادہ — کوئی گوش گزار اوس سے یہ کردے کسی ڈہب سے
دکہلاوے جہلک آج نکر وعدۂ فردا — مشتاق ترا تشنۂ دیدار ہے کب سے

جانصاحب تخلص میر یار علی ریختی گو حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ✤

طوفان کے لگانے سے ہوگا نہ بیڑا پار — دیکہا کسیکے ساتہ تہا تالاب پر سے مجہے
وہ تو سڑک تہی ہاتہ پکڑ لیتے بیدہڑک — میرا تو ڈر نہتا یہ تمہارا تہا ڈر مجہے
تم پانی پانی شرم سے ہوتے اجی فقط — مین ڈوب مرتے اتنی تہی غیرت مگر مجہے

ولہ

حلوائی کی دکان کی پہبتی نہ کیون کہون — ذرات آسمان مٹہائی کا تہال ہے
ہے چاند اندرسا تو ستارے ہین گولیان — شاخین کرن ہین اور یہ صبح سہال ہے

ولہ

تم ہو دانا و لایتی ختا تم | بولو کیا وجہ تین چار گری
نہ نکلی نہ ہے ہوا چلتی | خود بخود ٹوٹ کر انار گری

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ❊

بہانہ کر کے بیماری کا وہ کیا کیا کراہے ہے | خدا نا کردہ اب اپنے تئین بیمار ٹھہرا ہے
کہ وہ [illegible] کسکو ناز سے بھیجے گزرتا ہے | محبت آز ملنے کا نیا یہ ڈھب نکالا ہے

ولہ

ہائے پردہ دار کسکو کریں وصف کیجے بیان | چار دن میں جو تماشا سا دکھایا آپ نے
سینہ [illegible] ہنس بھلایا اور آہ | لگ گیا جب دل تو یکبیک وہ لگایا آپ نے

ولہ

اوسے تو نفرت کلی ہے اپنی صورت سے | اور اس گمان مین سو رنج جسم و جان پہ ہے
کہ اپنے دل مین یہ ان پڑ گیا ہے دلبر ہم | خیال یار کا شاید کہ امتحان پہ ہے

ولہ

یہی ہم جھکے پھر کے رہیں کہتے ہیں جو تم | بھبھو کا سا کبھو جو اسطرف وہ آن نکلے ہے
خدا رکھیو اسے تکتکے لگے سے آنکر جلدی | سو سینے و لگو کتنک ہائے کا فرجان نکلے ہے

ولہ

چھیڑی ہے جیسے نہ دیکھنے پاتا تھا جو سمجھے | اب دیکھ او سکو جان مری ہاری جائے ہے
[illegible] کہ در تلک بھی ہیں جانی نہیں سمجھے | اور وہ خوشی سے گھر مین ترے آئے جائے ہے

ولہ

حیرت زدہ تم دیکھکے کیوں کہتے ہو مجھکو | کیا جی لگی اوس پاس کہ جو دیکھو نہ بھائے
وہ اور ہیں رکھتے ہیں جو منہ دیکھی کی الفت | مرتے ہیں اک بات پہ ہم چاہنے والے

ولہ

انہو حیات کی عجب حالت ہے | جی اوسے دیکھکے گھبراتا ہے

وبدم کھینچی ہے ایسے دم سرد / اشک گرم آنکھوں میں بھر لاتا ہے
بستر غم پہ پڑا رہتا ہے / نہ تو مرتا ہے نہ چین آتا ہے
نیند اور جاتی ہے ہمسایوں کی / ایسا راتوں کو وہ چلاتا ہے

ولہ

نصیحت مان لو میری سنو عاشق کہیں یارو / او ٹھاؤ گے بہت خواری بہت آزار دیکھو گے
لگے گی آگ سینے میں جگر جل جائیگا غم سے / بہینگے اشک آنکھوں سے قطرہ خونبار دیکھو گے
مرے مانند کو بیٹھو گے دل کو پھر [illegible] / بلا میں مبتلا دن رات جان زار دیکھو گے
جو آفت جو ستم تم پر [illegible] دکھائیگا / چلے گا کچھ نہ چارا اور تم ناچار دیکھو گے

ولہ

مرض عشق سے بیحال پڑا ہے کہ طبیب / اب تشفی کے لیے مجکو دوا دیتا ہے
اور صحت کی جو پوچھو تو کسے ہے امید / ایسے بیمار کو اللہ شفا دیتا ہے

ولہ

تھا وصل جن دنوں میں تو کہتے تھے دلمیں ہم / صحبت ہماری چرخ کو بھی خوش نگر لگی
سو خواب میں بھی اب نظر آتے نہیں وہ عیش / افسوس ہے ہماری ہی اوسکو نظر لگی

ولہ

لوگ کہتے [illegible] ہو جی وان / اپنے بیگانے سب اوس بزم میں آئی ہوئے
دل میں تو سوچ کے [illegible] دوڑتے ہیں / کیا کہیں اونسے کہ ہیں ہم تو نکلوائی ہوئے

ولہ

کہ کہیں ہم [illegible] / جی جلا کر خاک میں ہمکو ملایا آپ نے
تو بدن جنبش میں [illegible] / ہم تو تھے ایسے سے پھر کیوں دل لگایا آپ نے

ولہ

ایک عمر سے ہمکو [illegible] کی / جسپہ وہ نشین کی آرزو ہے
سو کیا ہے غضب کہ آجتک بھی / پردے ہی میں اوس سے گفتگو ہے

ولہ

روٹھنا اوسکا وہ میرا آمنانا اب کہاں
ہاے وہ لڑنا ہی اوسکا تھا غنیمت وصل بہر

روکے کہتا ہون یہی جب سے فراق یار ہے
صلح کو روتے تھے کیا اب جنگ بھی دشوار ہے

ولہ

کیا بیان کیجیے جرأت کے نہ آنیکا سبب
ہے یہ حال اوسکا کہ بستر پہ ادہر سے اودہر

کوئی بیتاب یہ کیونکر ترے در تک پہونچے
شام سے قصد کرے ہے تو سحر تک پہونچے

ولہ

دو چار قدم فرش پہ گل کے جو پہرا کل
اللہ ری نزاکت کہ وہین آتش گل سے

سو ناز و کرشمہ سے وہ دامن کو سنبھالے
گرمی سے پڑے پاؤنمین اوسکے کئی چھالے

ولہ

بارے کچھ جذبۂ دل نے تو اثر اوسکو کیا
منہ ترے گھر کی طرف کرکے یہ کہتا ہے وہ شوخ

اب جو آتا ہے سو فرد یہ سناتا ہے مجھے
اس طرف کو کوئی کھینچے لیے جاتا ہے مجھے

ولہ

سنکے جرأت کا وہ ترانۂ غم
مجھکو رسواے خلق کرتا ہے

بولا خوش اسکو ایسا راگ لگے
اسے ترے چاہنے کو آگ لگے

ولہ

دم ہونٹونپہ بیمار محبت کا ہے تیرے
یان بادہ کشی مین نہو مصروف نکر دیر

اے مست مئے ناز ذرا دیکہ تو چلکے
وان جام ہے لبریز مبادا کہین چھلکے

ولہ

ظاہر مین گو نبولے وہ شوخ لیک ہنسنے
غصہ ہوا وہ ٹھگیا ہے بس وہین جب کسی نے

خوبونکی انجمن مین یہ آزما لیا ہے
الفت سے پاس اپنے مجھکو بٹھا لیا ہے

ولہ

یارب مین کہا کہ تیرے لیے
میری آنکھوں سے خون جاری ہے

مہربانی سے ہنسکے کہنے لگا
کیون تجھے اتنا رونا بھاری ہے

وله

ظلم کب ہمنپہ روا ہے کہ ستمگر ہم تو
آہ پھر رہ نسکے دل کے سبب کیا کیجے
آپ ہی اوٹھ گئے تھے کل تری بیزاری سے
آج پھر آ لگے ترے کوچے مین ناچاری سے

وله

اپنے کوچے مین وہ عیار سنا کر یہ مجھے
رات سنتے ہین کہ لوگون نے اوسے تاڑ لیا
کل کسی شخص سے کہتا تھا نکل کر گھر سے
لگ رہا تھا جو کوئی شخص کسی کے در سے

وله

تنہا جی مین یہ کہ مجھسے مکر جاے اس لیے
پر کیا کہون کہ اپنا سا منہ لیکے رہگیا
مینے کہا کہ غیر سے پھر تم میان ملے
آنکھین ملا کے جو یہ کہا اوسنے ہان ملے

وله

کہتے ہین کہ مکتوب بھی ہے نصف ملاقات
پر اپنے نوشتہ سے یہ خطرہ ہے کہ وان سے
ہو چین مرے دل کو خط اوسکا اگر آوے
تیرے نہ سنانے کہین لے نامہ بر آوے

وله

یہ حال ہے بیمار محبت کا ترے آہ
یعنے کہ جو غمخوار تھے اوسکے سو وہی اب
افسوس کبھی تو نے منگائی نہ خبر بھی
گھبرا کے یہ کہتے ہین کہ ہے ہے کہین مر بھی

وله

خوش حال اونکا جو غمخانۂ ہستی مین کہتے ہین
کہ شکل زخم ہم آفت رسیدونکی یہ صورت ہے
برنگ شیشۂ مے کیفیت آنسو بہانے کی
نہ رونے کا مزا ہے کچھ نہ لذت مسکرانے کی

وله

بن اوسکو شغل گریہ سے بہلا کچھ دل بہلتا ہے
کہ غیر جرأت نظر آتا نہین کچھ بستر غم پر
سوا ای ہمدم کہان نوبت رہی آنسو بہانے کی
گئے وہ دن بھی اب طاقت جو تھی رونے رولانے کی

ولہ

کہا جو میں نے یہ اوس شوخ سے سنا ہے آج ۔۔۔ کہ مول آپ نے خنجر کئی دو دو ہاڑ سے لیے
تو کیا کہوں کہ وہ منہ سے تو کچھ نہ بولا پر ۔۔۔ نگاہیں بولیں کہ کتنے ہو کیا تمہارے لیے

ولہ

چلو بخشو گنہ بندے کا صاحب ۔۔۔ بٹھاو اپنی محفل میں بلا کے
اوٹھا کر آنکھ پھر دیکھوں محبت ۔۔۔ تو مجکو یار یو گردن بٹھا کے

ولہ

شب جو کل اپنے مقابل ہو گئی ناگاہ آہ ۔۔۔ چاندنی میں ایک صورت چکی چمکائی ہوئی
اوٹھکے دہوکے سے کیا میں نے لپٹ جانیکا قصد ۔۔۔ پر وہ نکلا اپنی تو تہمت رسوائی ہوئی

ولہ

گرچہ ہے وصل یار پہ یار و ۔۔۔ بیٹھیے کس طرح بے خطر کوئی
بیچ دو نو طرف ہے ڈر کا آہ ۔۔۔ دیکھ لیوے نہ آن کر کوئی

ولہ

وائے قسمت کیا ہیں طالع ہای شامت کیا کہیں ۔۔۔ گھر میں جلوہ یار تھا جنکو محبت بات میں یار سے
سو یکا یک ہو مخالف ہمسے آور غیر رقیب ۔۔۔ آہ اوسکی عاشقی کا وہ لگے دم مارنے

ولہ

بہت ہے دور دور اے وائے وہ اب آج کہینگا ۔۔۔ نہ وہ اخلاص ہا ہمسے نہ ربط آشنائی ہے
نظر یہ لگ گئی اونکی جو اونکو وصل میں ہمکو ۔۔۔ کہا کرتی تھی [illegible]

حسرت تخلص مرزا جعفر علی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

صفا و خوبی رخسار آتش رنگ کو تیری ۔۔۔ [illegible]
اودہر خونیں جگر ہے لالہ پر داغ حسرت سے ۔۔۔ [illegible]
غرض جتنے عروسان چمن ہیں تیرے الہ ہیں ۔۔۔ گل و شمشاد [illegible]
سوا اسکے جو کوئی دیکھتا ہے تجکو کہتا ہے ۔۔۔ [illegible] ہے حور ہے [illegible]

نہین آیا ہے اس نقشہ کا چہرہ دید مین آگے
فلک سے کیا زمین کی اوپر آیا مہر تابان ہے
غرض جب عقل ہو جاتی ہے حیران تب یہ کہتی ہے
کہ حق کا پرتو ہے جسکا یہ جلوہ نمایان ہے

ولہ

گئے ہم اتفاقاً رات حسرت کے مزار اوپر
جو دیکھا تو بشدت آتش سوزان فروزان ہے
تعجب سے کہا آیا کہول کر دیکھا جو مرقد کو
نہ جسم و پوست باقی ہے نہ نام استخوان وان ہے
مگر یک راکہ کا تودہ پڑا ہے اور اوسمین سے
نپٹ یہ شعلے اوٹہتے ہین اور یک اخگر سا پنہان ہے

ولہ

تم جو کہتے ہو کہد و حسرت سے
آہ و فریاد یان کیا نہ کرے
آپ کا اسمین کیا بگڑتا ہے
درد دل کی کوئی دوا نکرے

حسن تخلص خواجہ حسن مرحوم حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے ✤

مدت سے ہوا تہا گم پہلو سے ہمارا دل
کوچہ مین خبر پا کر ہم اوسکے گئے لینے
سو جان بہی وان اپنی کہو آئے ہم ای یارو
کیا پوچہو ہو اور اولٹی لینے کی پڑی دینی

حسن تخلص میر غلام حسن حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے ✤

پڑی رات داد و ستد کچہ عجب
جو بوسہ کو اوس شوخ سے جا اڑے
لگاتے ہی بس لب سے لب جی دیا
حسن اور لینے کی دینی پڑی

ولہ

یہ جو عالم کے دلمین پہرتے ہین
رات دن مجکو دہیان انکا ہے
پہر کہان ولولے جوانی کے
یہ تقاضا بہی اپنے سن کا ہے

حیران تخلص میر حیدر علی دہلوی شاگرد سرب سنگہ دیوانہ بیشتر اضلاع صوبہ بہار مین رہتے ہے شعر اچہا کہتے تہے بہار مین مارے گئے قاتل کو بہی ساتہ لیگئے

کہا مینے جو میرے گہر چلیے
اسمین کچہ کم نہوگی محبوبی
تیوری کو چڑہا لگا کہنے
رہ و رسم ادب تو سب ڈوبی
مجہسے کہتا ہے میرے گہر چلیے
دیکہیو اختلاط کی خوبی

ولہ

بیٹے حیران کو جو دیکھا روتے — بنگئے دو گھنی کی گھات مری
اونکی خدمت مین ادب سے بیٹے — عرض کی دیکھی کرامات مری
مین نہ کہتا تھا کہ دل آپ نہ دین — بندگی قبلہ حاجات مری

درد تخلص حضرت خواجہ میر قدس سرہ حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے + +

یہی پیغام درد کا کہنا — گر صبا کوی یار مین گذرے
کونسی رات آن ملیے گا — دن بہت انتظار مین گذرے

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے + +

کہون ای ذوق کیا حال شب ہجر — کہ تھی اک اک گھڑی سو سو مہینے
تھی شب ڈھل رہا تھا یک اندھیر — مری بخت سیہ کی تیرگی سے
تب غم شمع سان ہوتی نہتے کم — اور آنسو تھے پسینون پر پسینے
یہی کہتا تھا گھبرا کر فلک سے — کہ او بے مہر بد اختر کمینے
کہان مین اور کہان یہ شب مگر تھی — مری جانب سے تیرے دل مین کینے
سوا اس ظلمت کے پردے مین کیے ظلم — ارے ظالم تری کینہ وری نے
عوض کس بادہ نوشی کے مجھے آج — پڑے یہ زہر کے سے گھونٹ پینے
حواس و ہوش جو مجھسے قرین تھے — قرینے سے ہوے سب بے قرینے
مری سینہ زنی کا شور سنکر — یہ بیٹھے جاتے ہین ہمسایونکے سینے
اوٹھایا گاہ اور گاہے بٹھایا — مجھے بے تابی و بے طاقتی نے
کہا جب دل نے تو کچھ کہا کہ سو رہ — بہت الماس کے توڑے نگینے
نہ ٹوٹا جان کا قالب سے رشتہ — بہت سی جان توڑی جانکنی نے
بہت دیکھا نہ دکھلایا ذرا بھی — طلوع صبح سے منہ روشنی نے
کہا جی نے مجھے یہ ہجر کی رات — یقین ہے صبح تک دیگی نہ جینے
لگے پانی چوانے منہ مین آنسو — پڑھے یاسین سرہانے بیکسی نے

اگر دن عمر کی تھوڑی سی باقی — لگا رکھی تھی میری زندگی نے
کہ قسمت سے قریب خانہ میرے — اذان مسجد میں دی بارے کسی نے
بشارت مجھکو صبح وصل کی دی — اذان کے ساتھ ہمیں و فرخی نے
ہوئی ایسی خوشی اللہ اکبر — کہ خوش ہو کر کہا خود یہ خوشی نے
موذن مرحبا بروقت بولا — تری آواز مکے اور مدینے

ولہ

اے ذوق بس نہ آپ کو صوفی جتائیے — معلوم ہے حقیقت ہو حق جناب کی
نکلے ہو میکدے سے ابھی منہ چھپا کے تم — دابے ہوئے بغل میں صراحی شراب کی

ولہ

تو بھلا ہے تو برا ہو نہیں سکتا اے ذوق — ہے برا وہ ہے کہ جو تجھکو برا جانتا ہے
اور اگر تو ہی برا ہے تو وہ سچ کہتا ہے — کیوں برا کہنے سے تو اوسکی برا مانتا ہے

ولہ

میں نہ ٹھہرا جو دم ذبح تو یہ باعث تھا — کہ رہا مد نظر عشق کا آداب مجھے
ورنہ وہ شوخ کہ جو گل سے بھی نازک ہو سوا — لیوے اسطرح سے زانو کے تلے داب مجھے

ولہ

قدم سنبھال کے رکھ راہ عشق میں اے ذوق — گزرنا اس رہ دشوار سے نہ آسان ہے
جو کوئی آبلہ پائے مور بھی ہے تو وہ — ترے ڈبونے کو وہ بھی تنور طوفان ہے

راسخ تخلص شیخ غلام علی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ✣

راسخ کو کوئی حسرت عشقی نہیں صاحب — آلائش خواہش سے دل اوسکا تو بری ہے
اب لٹتے ہے خواہندہ اک جنبش دامن — وہ مضطرب الحال چراغ سحری ہے

ولہ

شرف میکدہ بیان کیا ہو — یہاں کی رند افضل زمانہ ہوئے
غم شریف حرم کو یہ ہے کہ حیف — نہ گدائے شراب خانہ ہوئے

ولہ

وقت چلنے کی علاقون کی خلش تازہ ہی
خواہشین جمع تھین دلمین سو کیا اونکو وداع
اس لیے جی کو ہر اک سے شے اوٹھایا ہمنے
کوچ سے آگے ہے اسباب لٹایا ہمنے

رضا تخلص حمید الدین خلف حکیم کلو چاندپوری ہی اور حال انکا معلوم نہوا +

آہ کیا دن تھے کہ ہم ساتھ ترے اے گلرو
اب یہ حالت ہے کہین جیسے کہ تری کو جہین
دو قدم چلکے خیابان کے تلے بیٹھ گئی
ہین گنہگار جو ایوان کے تلے بیٹھ گئے

رند تخلص لالہ کھیم نراین کھتری دہلوی نبیرہ راجہ لچھمی نراین مہاراجہ ٹکیت رای کے رفیق تھے طب مین اچھا دخل رکھتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے آخر ایام مین ہوگلی مین سکونت کی تھی

نالۂ طنبور وچنگ اے اہل غفلت تم سنو
ہے سزا اوسکی کہ روز و شب وہ پاوے گوشمال
گوش زد ہوتی ہے ہر دم یہ نصیحت ساز سے
راز دل بے پردہ جو کہدے بلند آواز سے

رند تخلص سید محمد خان حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

سنیو یہ سانحہ بھی ہے یار و شنیدنی
کہتا ہے کیا وہ شوخ کہ جیتے ہین رند کیا
سے لیکے خط مرے جو گئے نامہ بر گئے
مدت ہوئی کہ ہمنے سنا تھا وہ مر گئے

ولہ

اب تک وہ ایک ایک سے کرتے ہین تذکرہ
واللہ رند سے یہ توقع نتھی مجھے
ہر چند ترک عشق کو برسون گذر گئے
کیا کیا کہا نکرتے تھے پر کچھ نکر گئے

ولہ

بھاگون کس سمت کو ٹوٹے ہوئے ہین پاے گریز
اکطرف سے ہے کیا تازہ وادا نے زغمہ
ہاتھ دہو کر مرے پیچھے ہین طرح دار پری
اکطرف لوٹ ہین اپنے ہین یہ دو چار پڑے

ولہ

لاکھ بار اوسطرف سے گذرا تو
فاتحہ ورکنار یہ نہ کہا
دفن جسجا شہید الفت ہے
مرگیا کون کسکی تربت ہے

قطعہ منتخب

ولہ

کیا کہوں دل پہ کیا گذرتا ہے
آج فرصت نہیں کل آئیں گے

جب یہ تحریر یار کرتا ہے
تو عبث انتظار کرتا ہے

ولہ

یہ ناوک افگنی ہے فقط میرے دم تلک
ترکش کمر سے کھول کے پھینکوگے میرے بعد

پچتاؤ گے آپ بہت مجکو مار کے
رکھدوگے تم کمان سے چلہ اوتار کے

ولہ

نہ مانونگا ہرگز نہ مانونگا ہرگز
ہیں سب سن چکا ہوں ندو مجکو چھینٹے

بس اب عذر بیجا ہیں سارے تمہارے
جو ہیں شغل دریا کنارے تمہارے

ولہ

طبیعت کا میرے کرو تم نہ دھیان
نہیں رہنے کا بعد چندے یہ حال

کسی اور سے اب بہل جائیگی
سنبھلتے سنبھلتے سنبھل جائیگی

ولہ

شب وصال کا کیا ماجرا بیان کروں
سوال کہتے تو کر بیٹھا اونسی ہو سکا

نہ پوچھیے یہ حقیقت عجب حال ہوئی
ہیں زرد ہو گیا غصہ سے وہ جو لال ہوئی

ولہ

مرے ساتھ سوتا نہیں یار اکہ
پلنگ ایک جانب کو اوندھا ہوا ہے
مسہری پہ ہوتا ہے تابوت کا شک

اسی بات کا تاہو رونا پڑا ہے
کسی سمت اُلٹا بچھونا پڑا ہے
یہ مرنا پڑا ہے کہ سونا پڑا ہے

ولہ

عبث بے سبب بے جہت روٹھتے ہو
بھلا تم ہی منصف ہو تم بولو

یہی تو بری خو ہے جانی تمہاری
وہ کیا بات تھی جو نہ مانی تمہاری

ولہ

نہ چھٹا بجھسے کوچہ قاتل
اب وگل ہین جوتہی وفاداری

مرگیا تو بہی میری خو نہ گئی
خاک بہی اوڑکے کو بکو نہ گئی

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ؛

یک پردہ نشین دیکہکے دل نے کہا تکیہ
کیا خوب ہو گر اس سے اشارات کی ٹہہرے

نوبت جو اشارات تلک پہونچی تو وہین
اوسنے یہ کہا حرف وحکایات کی ٹہہرے

جب حرف وحکایات بہم ہونے لگی خوب
بولا کہ کسیطرح ملاقات کی ٹہہرے

مدت ہین ملاقات میسر جو ہوئی ہے
اب دل یہی کہتا ہے کہ اوسبات کی ٹہہرے

ولہ

حورون کے عوض مجہے الٰہی
دنیا ہین تو ایک نازنین دے

کب مجکو بہشت کی ہے خواہش
دنیا ہو جو کچہ سوا یہین دے

زیرک تخلص مولوی حافظ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ؛

زیرک کل اک طرف کو ہین شکل خستہ دل
جاتا تہا ناگہان وہ پریرو ملا مجہے

فی الفور دیکہتے ہی یہ اوسکو ہین عرض کی
کبتک رکہیگا ہجر ہین تو مبتلا مجہے

سنتے ہی درجواب یہ بولا وہ تندخو
صحبت سے تیرے ریج نہین ہے ذرا مجہے

لیکن یہ ڈر ہے اپنی محبت کے واسطے
ایسا نہو سکہائے تو مہر و وفا مجہے

سلیمان تخلص مرزا سلیمان شکوہ بہادر خلف الصدق حضرت شاہ عالم بادشاہ آفتاب شاگرد شاہ حاتم وانشا مدت تک لکہنؤ ہین جلوہ افروز تہے کبہی دہلی اور کبہی اکبر آباد ہین بہی رہتے تہے شعر عاشقانہ خوب کہتے تہے ۱۲۵۳ ہجری ہین اکبر آباد ہین رحلت کی اور وہین مدفون ہوئے راقم نے اونکے مزار کی زیارت کی ہے اونکے انتقال کی تاریخ رحمت خدا سے نکلتی ہے دیوان انکا نظر سے گزرا

ہاتہ جب چہاتی پہ اوسکے سینے رکہکر یون کہا
بوجہ میرے ہاتہ ہین یہ جنت ہے یا جاتی ہے

تب کہا ہنسکر یہ اوسنے براہ شوخی سے مجھے — ایک ہی اللہ اونکے کام مین تو طاق ہے

سودا تخلص مرزا محمد رفیع حال انکا تحریر ہوچکا ہے +

اک روز سیر گور غریبان کو مین گیا — یعنی وہان بزرگون کا اکثر مزار ہے

دیکھا تو ایک گور پہ نرگس ہے سرنگون — پوچھا مین اوس سے یہ کہ تو کیون شرمسار ہے

اوسنے کہا عزیز تو نرگس مجھے نہ جان — آنکھین مین اوسکی ہون کہ یہ جسکا مزار ہے

جب مین کہا کہ میری طرح سرنگون ہے کیون — اور اسقدر یہ کسکا تجھے انتظار ہے

تب تو یہ اوسنے مجھسے کہا سن اے بیخبر — یہ بات تو ہر اک کے اوپر آشکار ہے

عاشق تھا ایک کافر بے پیر کا یہ شخص — ابتک اوسی کا اسکے تئین انتظار ہے

سودا مجھے یقین ہوا تب سے کہ آہ — عاشق کو بعد مرگ کے بھی انتظار ہے

ولہ

ایک غماز نے اوس ترک پسر سے یہ کہا — ہے جو سودا کوئی شاعر وہ ترا مفتون ہے

سنکے بولا یہ کہو میری طرف سے اوسکو — باندھنا خونیہ کمر اسنے نیا مضمون ہے

ولہ

بولے ہی سنکے جو آتا ہے مرا کچہ نہ کہو ر — اوسکے آگے کسی تقریب سے گاہی گاہے

وہی سودا ہے نہ کوچے مین ہمارے جو شخص — نظر آجاے ہے با حال تباہی گاہے

ولہ

اس مین حیران ہین کیا جسے ہوئی ہو تقصیر — قتل کرنے کے لیے پھرتے ہو تیار ہوئے

تیغ خونریز بکف خنجر تران بمیان — ہر گھڑی سامنے آجاتے ہو خونخوار ہوئے

گر اسی مین ہے خوشی دلکی تمہاری تو خیر — ہم بھی راضی ہین کہ اس جینے سے بیزار ہوئے

پھر کیا ڈھیل ہے سنتی ہی تو ہو بسم اللہ — کھینچکر تیغ کو آجاؤ ستمگار ہوئے

ورنہ دل کھولکے لگجاؤ گلے سے پیارے — گو کہ ہم قتل ہی کرنے کے سزاوار ہوئے

اتنے ہی بات کے کہتے ہین کہ آ بوسہ دے — آہ اے واے جو ایسے ہی گنہگار ہوئے

توبہ کرتے ہین قسم کھاتے ہین سنتے ہو تم — پھر نہین کہنے کے آگے کو خبردار ہوئے

سوز تخلص محمد میر حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ٭

جز تری خاک در اے دوست برب کعبہ — دل مین ہو گر ہوس عزت وجاہ ہے گاہے
نہ شفاعت ہو پیمبر کی نہ تیرا دیدار — ہو جو فردوس برین پر بھی نگاہ ہے گاہے

ولہ

ایک نے سوز سے پوچھا کہ صنم سے اپنے — اب بھی ملتے ہو بدستور کہ گاہے گاہے
دیکھکر منہ کو گھڑی ایک اور پھر کر دم سرد — یون اشارے سے بتایا سر راہے گاہے

سوز تخلص مولوی عبد الکریم خلف مولوی امام بخش صہبائی باشندہ تھانیسر مقیم دہلی اشعار انکے مزیدار ہوتے ہین صاحب دیوان گزرے

دیکھا عجب تماشا طرفہ کیا نظارہ — گزرا جو صبح گاہان مین صحن گلستان سے
یعنی کہ ایک بلبل بیٹھی تھی شاخ گل پہ — رنگ چمن دوبالا تھا اوسکی داستان سے
جون سوز سوز درد اشعار میر لب پہ — گویا خبر وہ دیتی تھی سوزش نہان سے
اوسکے سخن مین ہمدم کیا کچھ بھری تھی گرمی — گویا کہ آتش دل تھی شعلہ زن زبان سے
گہ نالہ و فغان سے عالم کو پھونک دینا — گہ دل ہی دل مین جلنا آہ شرر فشان سے
گہ فصل گل سے شادان کوتاہ بینیون سے — گہ پیش بینیون سے غمگین تھے وہ خزان سے
اوسکو سمجھ کے اپنا ہمدرد و ہم مصیبت — پوچھا یہ مینے اوس سے تو کہہ تو کچھ زبان سے
کیا حال ہے کہ تیرے وہ زمزمے نہین ہین — اندوہ گینیان ہین ظاہر تری فغان سے
کہنے لگے کہ جو میری حقیقتین ہین — سو گفتنی نہین ہین کیا فائدہ بیان سے
لیکن نہین مناسب بالکل ہی چپکے رہنا — اب راز دل چھپاؤن اور تجھسے رازدان سے
میری یہ ہے حقیقت میرا یہ ماجرا ہے — یعنی کہ خستہ دل ہون ور تنگ اپنی جان سے
نے بیٹھنے کی جا ہے نے رہنے کا ٹھکانا — آزردہ ہون زمین سے آشفتہ ہون زمان سے
اسکے تو جور سہتے اک عمر ہو گئی ہے — صیاد سے گلا ہے شکوہ نہ باغبان سے
اب تو اک اور تازہ آفت ہے سر پہ نازل — یعنے بقول میر دل خستہ آسمان سے
جب کوندتی ہے بجلی تب جانب گلستان — رکھتی ہے چھیڑ میری خاشاک آشیان سے

قطعہ منتخب

سوزان تخلص مرزا احمد علی خان شوکت جنگ ولد مرزا علی خان لکھنو کے معززوں میں تھے

مری سر کی قسم اخفا نکرنا — ترا دل کیا کسی پہ مبتلا ہے
کہ ہتی ہے تری اب چشم خونبار — گریبان تا بدامن پہٹ رہا ہے
اوڑا ہے رنگ رو میری طرح سے — برنگ زعفران اب چہرہ ہوا ہے
حیا سے گو نہیں کہتا تو مجھ سے — ولے تحقیق مجھ پہ ہو گیا ہے
کسی بیدرد خود ایسے سے شاید — تمہارا بھی کہیں اب دل لگا ہے
لگا کہنے نہ کر طوفان سوزان — وہ ایسا شہر میں کہ کون سا ہے
کہا میں نے بھلا صاحب نہیں تو — تمہارا حال اب یہ کیوں ہوا ہے
الم ہے غم نصیبوں کی طرح سے — نہ وہ فرحت نہ وہ اب چہچہا ہے
زبان پر شکوۂ یار ہی یا درد سے کہ تنہا — ارے کبھی ہنسنا کبھی رونا یہ کیا ہے

شاکر تخلص محمد شاکر مرحوم شاگرد محمد علی حشمت اور کچھ حال انکا معلوم نہوا

کیا پوچھے ہے حال بلبلوں کا — جو اونپہ گذرنی ہے گذر لے
گلچیں تجھے کیا ترس پڑا ہے — گل توڑ کے تو تو گود بھر لے

شیفتہ تخلص نواب محمد مصطفی خان بہادر حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے

ہم جو تجھ بیکسی ناتوانی سے — قصہ ہائے ستم سنانے لگے
ہنسکے کہنے لگے کہ ہاں سچ ہے — تم مرے ناز کیوں اوٹھانے لگے

ولہ

شیفتہ وہ کہ جسنے ساری عمر — دین و داری و پارسائی کی
آخر کار مے پرست ہوا — شان ہے اوسکی کبریائی کی

صابر تخلص مرزا قادر بخش خلف مرزا اکرم بخت ابن مرزا خورد بہادر نبیرہ مرزا معزالدین جہاندار شاہ بادشاہ دہلی شاگرد عبد الرحمن خان احسان

ومولوی امام بخش صہبائی صاحب دیوان ہین تذکرہ گلستان سخن انکے نام سے مشہور ہے لیکن حقیقت مین تذکرہ مذکورہ مولوی امام بخش صہبائی کا لکھا ہوا ہے کہ عبارت اوسکی اسبات پر گواہی دیتی ہے

ہمنشین لطف شب وصل تو تہا ہی کہ مجھے — یہ گمان تہا کہ رہی کچھ نہ تمنا باقی
پر کہون کیا دم رخصت جو فرا تہا کہ مرے — دل مین ارمان ہے اوس لطف ادا کا باقی
رات بہر جاگنی سے نیند کا آنکہو نمین خمار — اور کچھ کچھ اثر نشہ صہبا باقی
بہینی بہینی سی وہ نگہت وہ پریشان ترکیب — لب پہ بدرنگ سا کچھ پان کا لاکہا باقی
آنکہ کے ڈورونمین کم کم سی وہ سرخی کی نمود — تہوڑا تہوڑا سا اک انداز سے سرما باقی
ایک ایک گام پہ بل ہوئے کمر مین سو سو — کا منا شاق نزاکت سے دو رستا باقی
اب نہ وہ شب کا مزا اور نہ وہ صبح کا لطف — رہگیا اک کف افسوس کا ملنا باقی

صاحبقران تخلص سید امام علی ولد میر غلام حسین بلگرامی سادات رضویہ سے تہے آصف الدولہ بہادر کے عہد مین لکھنؤ کو گئے تہے ہزل و فحش سے اشعار انکے مملو ہین دیوان انکا نظر راقم سے گذرا

پوچھا صاحبقران نے جادی سے — تیرے نیچے یہ عارسی کیا ہے
ہنسکے بولے کہ دیکہلو صاحب — ہاتہ کنگن کو آرسی کیا ہے

صبا تخلص میر ضیا کے ایک شاگرد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

تربت صبا کی دیکھی کل رات دور سے جو — آنے نظر مجھے وان شمع و چراغ کتنے
جا کر جو آج دن کو دیکھا کیا تفحص — اک دل جلے ہے اوسمین حسرت کے داغ کتنے

صبا تخلص میر وزیر علی لکھنوی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

یار اللہ رے ترا عالم — دیکھ یہ داغ دل مین کسکا ہے
ماہ ہر دا ورہی ہین دنیا مین — یون فلک پہ و داغ کسکا ہے

صفیر تخلص سید فرزند احمد خلف سید احمد احمد تخلص داروغہ آبکاری ضلع مونگیر باشندہ بلگرام مقیم آرہ ضلع شاہ آباد اردو مین محمد مہدی خبر بلگرامی و امان علی

سخن اور فارسی مین مرزا نوشہ غالب سے اور مرثیہ مین مرزا دبیر سے اصلاح لی ہے
صاحب دیوان اردو وقصہ بوستان خیال ومثنوی اعجاز کلیم ہین راقم کے احباب
مین ہین شعر اچھا کہتے ہین

غیرون سے بگڑ چلے ہے اون سے — اب اونکو بھی چاہ ہے ہماری
کچھ روز دن مین دیکھنا کہ ہر بات — حسب دلخواہ ہے ہماری
کہتے ہین جسکو وصل کی شب — انشاء اللہ ہے ہماری

طالب تخلص حافظ شیراتی مرحوم باشندہ رامپور شاگرد مولوی قدرت اللہ شوق
علوم عربی وفارسی مین دخل معقول رکھتے تھے شعر بہت خوب کہتے تھے اعمار ی
مادرزاد تھے سماکے سمجھنے مین استاد تھے صاحب تذکرہ گلشن بیخار نے
جو انکا نام حافظ طالب لکھا ہے غلطی کی ہے صاحب دیوان گذرے ✣ ✣

تم کھلے بندون چلے آئے مری محفل مین رات — مین بھی کھیل کھیلا تھا بس کچھ ہاتھا پائی ہوگئی
مین بھی کچھ ملزم نہین تقصیر بان دونو کی ہے — بیوقوفی تمسے مجھسے بے حیائی ہوگئی

طپش تخلص مرزا احمد اسمعیل عرف مرزا جان حال انکا بیشتر تحریر ہو چکا ہے

سن ای ہمدم گیا تھا دیکھنے کو در پہ مین اونکے — مرے آواز کو سنتے ہوئے وہ گھر سے نکل نکلے
یہ منہ پاکر جو بولا مین کہ جلیے بندہ خانے میں — تو کیا کہتے ہین لو بس تم تو اتنے ہی مین چل نکلے

ولہ

سنے جو کہا تھا مین ہے اب بوسونکی مارے — گر ڈالون تری چاہ زنخدان کے ٹکڑے
تب ہنسکے لگے کہنے یہی آپ سے ہو گا — کھانا نمک اور کرنا نمک دان کے ٹکڑے

ولہ

نقش پا کی تلاش کا اوسکے — جب طپش کو خیال آتا ہے
داغ دل کا چراغ ہاتھ مین لے — رات کو اوس گلی مین جاتا ہے
اسمین وہ شمع رو اگر اوسکو — روزن در سے دیکھ پاتا ہے
گھر کے لوگون سے تب وہ بولکو یون — اپنی آواز سے سناتا ہے

کوئی بلا کر اسے چراغی دو — نقش بندی فقیر جاتا ہے

ولہ

تعشق پہ سچتا ہے دلکو اپنے
ہوئے ہیں جو دوست کتنے خریدار
کوئی دو بوسے دیتے ہیں کوئی چار
سو یہ ہے عرض خدمت میں تمہاری
تو اب اس سے بھی کچھ بڑھیے زیادہ

بہا اس جنس کی کی بوسہ پر ہے
شناسائی میں جن جنکو نظر ہے
ولے اپنا ارادہ بیشتر ہے
کہ لینا آپ کو منظور گر ہے
یہ جنس بیشکوں نیلام گر ہے

ولہ

کہا جو دل سے چل تجھکو تماشا اک دکھلاؤں — یہ کاکل عرق آلودہ وہ گردن جھلکتی ہے
لگا کہنے طپش میں گھر سے باہر کس طرح نکلوں — اندھیری رات ہے برسات ہے بجلی چمکتی ہے

ولہ

ہوا کچھ تو محبت کا اثر اوسکو کہ سنتے ہیں — طبیعت نے جو دی تکلیف اوسے کل سیر [illegible]
نظر کر سوئے مجنوں کی طرف حسرت سے کہتا تھا — کہ اس میں شکل کچھ کچھ ملتی ہے اوس [illegible]

ولہ

نہ آشنا ہے کسی کا علاقہ نہ کوئی دوست — عبث ہر ایک سے دلبستگی رہی میری
یہ حال ہجر میں ہو گیا مرا لیکن — کسی نے آن کے اک دن خبر نہ لی میری

ولہ

نہ ہی تھا اشتغال میں آوارگی سے لیل و نہار — یہ پوچھ مشکل ہے جو کچھ کہ اب بنی میری
لگی ہے دل کی [illegible] روان ہے [illegible] کرتے — برنگ شیشۂ ساعت یہ ہر گھڑی میری

ولہ

میں تو ناحق یہ قصہ کہ کہکر — تم سے کہتا ہوں مدعا سمجھے
رفتہ رفتہ کبھی سمجھ لو گے — ابھی تو آپ کی بلا سمجھے

ولہ

غیر سے باتیں کرتے اوسکو [illegible] — کل جو ہمنے کہا بھلا سمجھے
[illegible] — یار سے فرمائیے تو کب سمجھے

ولہ

کہا ہمنے جو کل اوسکو [illegible] — بلا سے ہم بھی ایسا جانتے تو بیوفا ہوتے
تو سنتے ہی لگا کہنے چہ خوش تقلید کی خوبی — بھلا بالفرض گر تم بیوفا ہوتے تو کیا ہوتے

ولہ

فصل بہار آئی گلشن میں چلو طپش تک سیر کریں
شاخ پہ گل کے ہے مترنم ہر اک مرغ گلستانی
لی ہے جسکی اوج ہوا پہ بلبل یہ اوڑتے جاتے ہیں
تم ورنا تم ورنا ورتم وتم تنا ورتا دا نی

ولہ

کل کسینے جو کہا اوس سے طپش ہے بیمار — [illegible] پیغام مجھے
کہ کسی دن بھی ملے گا مجھے [illegible] — یا کہ [illegible] رکھتا ہوں بھی ناکام مجھے
تو لگا کہنے کہ صاحب تمہیں معلوم نہیں — اب [illegible] اوس سے نہیں کچھ کام مجھے

ولہ

کیا کہوں حال طپش کو تجھسے [illegible] — [illegible] اس مضمون کو یہ قصہ جانکاہ ہے
صبح سے تا شام یا رونا ہے [illegible] — شام سے پھر صبح تک یا نالہ ہے یا آہ ہے

ولہ

آہٹ قدم کی پاکے کہا [illegible] — سنتے کہا کہ کوئی نہیں یہ غلام ہے
سنتے ہی خشمگیں ہو لگے کہنے واہ واہ — گھر جائے کیا غلام کا اسوقت کام ہے

ولہ

بوسہ لیتے ہوئے کل [illegible] — [illegible] کچھ نہیں بھی اس میں فرق آتا ہے

لگے کہنے کہ طپش سن تو میں یہ حیران ہوں — پوچھے کچھ اور بھی ان باتوں سوا آتا ہے

ولہ

ہر طرف آج ہے بسنت کی دھوم — سیر میں ہے ہر اک تماشائی
گلفشنے گل و جو ہیں بسنتی پوش — دل میں کھبتی ہے جنکی رعنائی
کہتے ہیں آن کر مجھے ہنس ہنس — دیکھکر میری ناشکیبائی
ہو مبارک تمہیں جنون طپش — پھر نئی رت نئی بہار آئی

ولہ

کیا بیان کیجے شرارت آہ اوس عیار کی — تھرتھری آفت ہے ظالم ہے بلا انگیز ہے
تیزی مژگان کی تعریف اوسکے جب کرتا ہوں — طعن سے کہتا ہے مجھکو تو بھی کتنا تیز ہے

ظفر تخلص جنت آرامگاہ بہادر شاہ حال انکا بتفصیل تحریر ہوا ہے

رسم شوق کو مرے قاصد — بات کیونکر کہا سکے جاکے
کہیں اب نہو مرے خط کا — کوئی مضمون اوڑا کے لے جاوے

ولہ

گلی میں یار کے ہم آج شکوہ اوسکا ہمدم — پتا نہیں کیا کدھر سے گئے کہاں سے گئے
صبا کی طرح سے انکو نہیں سبکے قرار کا تھا — نظر بچا کے ہر اک وہان کی پاسبان سے گئے

عزیز تخلص بہاری لال دہلوی شاگرد حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ

آرام وصل و ہجر میں ممکن نہیں ہمیں — یوں ہی ہمیشہ مضطرب اے رشک ماہ تھے
اب ہجر ہے تو حسرت دیدار ہی ہے جی — جب وصل تھا تو کشتۂ تیغ نگاہ تھے

غالب تخلص مخدوم اعظم نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ معروف بہ میرزا نوشہ خلف عبد اللہ بیگ خان اولاد میں افراسیاب کے ہیں مولد انکا اکبر آباد و مسکن دہلی طبیعت انکی نہایت وشعر پسند ہے اشعار فارسی ان کے ظہوری ترشیزی اور میرزا عبد القادر بیدل کے اشعار کے ہم پہلو ہوتے ہیں اور اشعار اردو رتبہ بلند رکھتے ہیں اوائل میں اردو غزل میں اسد تخلص کرتے تھے بڑا عرصہ گذرا

کہ کلکتہ میں بھی آئے تھے راقم کو دہلی میں رہنے کے ہنگام میں انکی خدمت میں نیاز حاصل ہوا تھا
کلیات انکا نظر سے گذرا

پھر کھلا ہے در عدالت ناز — گرم بازار فوجداری ہے
ہو رہا ہے جہان میں اندھیر — زلف کی پھر سررشتہ داری ہے
پھر دیا پارۂ جگر نے سوال — ایک فریاد و آہ و زاری ہے
پھر ہوئے ہیں گواہ عشق طلب — اشکباری کا حکم جاری ہے
دل و مژگان کا جو مقدمہ تھا — آج پھر اوسکی روبکاری ہے

ولہ

اے تازہ واردان بساط ہوائے دل — زنہار اگر تمہیں ہوس ناؤ نوش ہے
دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو — میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہے
ساقی بجلوہ دشمن ایمان و آگہی — مطرب بنغمہ رہزن تمکین و ہوش ہے
یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ بساط — دامان باغبان و کف گلفروش ہے
لطف خرام ساقی و ذوق صداے چنگ — یہ جنت نگاہ وہ فردوس گوش ہے
یا صبحدم جو دیکھیے آکر تو بزم میں — نے وہ سرور و سور نہ جوش و خروش ہے
داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی — اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے

ولہ

کلکتے کا جو ذکر کیا تو نے ہمنشین — اک تیر میرے سینے میں مارا کہ ہائے ہائے
وہ سبزہ زار ہای مطرا کہ ہے غضب — وہ نازنین بتان خود آرا کہ ہائے ہائے
صبر آزما وہ اونکی نگاہیں کہ حف نظر — طاقت ربا وہ اونکا اشارا کہ ہائے ہائے
وہ میوہ ہاے تازہ و شیرین کہ واہ واہ — وہ بادہ ہاے ناب گوارا کہ ہائے ہائے

ولہ

ہے جو صاحب کی کف دست پہ یہ چکنی ڈلی — زیب دیتا ہے اسے جس قدر اچھا کہیے

وطلبہ مصنف

خامہ انگشت بدندان کہ اسے کیا لکھیے
ناطقہ سر بگریبان کہ اسے کیا کہیے

مہر مکتوب عزیزان گرامی لکھیے
حرز بازوے شگرفان خود آرا کہیے

مسی آلودہ سر انگشت حسینان لکھیے
داغ طرف جگر عاشق شیدا کہیے

خاتم دست سلیمان کی مشابہ لکھیے
سر پستان پری زاد سے ماتا کہیے

اختر سوختہ قیس سے نسبت دیجیے
نافہ آہوے بیابان ختن کا کہیے

وضع میں اسکو اگر سمجھیے قاف تریاق
رنگ میں سبزۂ نو خیز مسیحا کہیے

صومعہ میں اسے ٹھہرایئے گر مہر نماز
میکدے میں اسے خشت خم صہبا کہیے

کیون اسی قفل در گنج محبت لکھیے
کیون اسی نقطۂ پرکار تمنا کہیے

کیون اسے گوہر نایاب تصور کیجیے
کیون اسے مردمک دیدۂ عنقا کہیے

کیون اسے تکمۂ پیراہن لیلی لکھیے
کیون اسے نقش پی ناقۂ سلما کہیے

بندہ پرور کی کف دست کو کیجیے دل فرض
اور اس چھالیہ پیاری کو سویدا کہیے

غفلت تخلص اخوند غفلت باشندہ ... کرم خان کرم شاگرد
حافظ شیرازی طالب ... اسکے بیشتر اشعار میں موت کا مضمون ہے شعر خوب
کہتے تھے صاحب دیوان ...

سکندر آئے نہیں ماتحت جو تا لب گور
سمجھ اب یہ کہ ہم ... سے ... شیشہ
صد ... آتی وہاں تربت سے
... ہوگی ساعت جب قامت سے

فراق تخلص ... عظیم اللہ خان مرحوم حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے

دہن کے وصف میں حیران ہیں شعر کہنے ...
دہن کی فکر میں ... شوخی ...
کوئی کیا کرے گا مضمون تری کمر باندھے
وہ مضمون کمر باندھے جو ... سے پر کمر باندھے

فغان تخلص ... اشرف علی خان ... کوکہ حال ان کا پیشتر تحریر ہوا ہے

تمنا اگر میں یار کو پاؤں تو یوں کہوں
انصاف تو یہ ہے کہ مروت اگر گئی
آخر فغان بھی ہے اوسے کیوں بھلا دیا
وہ کیا ہوئی ... وہ الفت کدھر گئی
مجھے جو ... ہر حال شکر ہے
یوں بھی گذر گئی مری ووں بھی گذر گئی

ولہ

کل دیکھتا ہون کیا کہ سر راہ ایک شخص — کہنے لگا فغان نہین شاکی تو یار سے
ہین یہ دیا جواب کہ سنتا ہے ای عزیز — ہے دور مرتبہ مرا صبر و قرار سے
خانہ بخانہ یار کا کرتا گلہ ہون — یہ تو نہت بعید ہے میرے شعار سے
مین وہ ہون عندلیب کہ گلزار دہر مین — مجھکو غرض نہ ایک سے ہے نے ہزار سے
تنہا نہ گل ہی دیکھکے دل باغ باغ ہے — انکھین بھی لگ رہی ہین مری نوک خار سے

قائم تخلص محمد قیام الدین مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

رات اوس سے کہا مین کہ تری کوچمین پیارے — قائم کو بہت دیر ہوئی داد طلب ہے
کیا ہو جو ٹک اک سنلی تو احوال کو اوسکے — بولا کہ تری فہم سے یہ بات عجب ہے
ہو ایک ستم کش تو کوئی داد دے یان تو — لے صبح سے تا شام یہی شور و شغب ہے

قدرت تخلص شاہ قدرت اللہ مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

کہا مینے قاتل سے قدرت کو ظالم — تری تیغ سے ہے جگر آزمائی
لگائی نہ ایسی کہ ہو کام اوسکا — مین دیکھی تری بس ہنر آزمائی
سسکتا ہی چھوڑا اوسے خاک و خون مین — کہ تیغ ستم اور پہ آزمائی
لگا کہنے مت بول تو ذوق میرا — ہے ہر آزمائی اودہر آزمائی

ولہ

قدرت ٹک کھول چشم عبرت — گر فکر سراغ رہروان ہے
جو نقش قدم ہے اس زمین پر — آئینۂ حال رفتگان ہے

ولہ

کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے — کیا ہی ملک روم ہے کیا سر زمین روس ہے
گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی — اسطرف آواز طبل اودہر صدای کوس ہے
صبح سے تا شام چلتا ہووے گلگون کا دور — شب ہوئی تو ماہرویون سے کنار و بوس ہے
سنتی ہے عبرت یہ بولی یک تماشا مین تجھے — چل دکھاؤن کیا تو اپنے آز کا محبوس ہے

لیگئے یکبارگی گور غریبان کی طرف | جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے
مرقدین دو تین دکہلا کر مجہے کہنے لگے | یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے
پوچہ تو اِنسے کہ جاہ و حشمت دنیا سے آج | کچہ بہی انکے ساتہ غیر از حسرت و افسوس ہے

کامل تخلص مرزا کامل بیگ اور کچہ حال انکا معلوم نہوا

مژگان سے گر کچے دل ابرو کرے ہی ٹکڑے | یہ بات اوس سے کہکر جب ملیے داد چاہی
کہنے لگا کہ ترکش جسوقت ہو وہی خالی | تلوار پہر نہ کہینچے تو کیا کرے سپاہی

مجروح تخلص مولوی حافظ حمید النبی باشندہ رامپور خلف مولوی حافظ حبیب النبی مرحوم رقیت برادر خورد و شاگرد مولوی حافظ رشید النبی وحشت اولاد مین حضرت مجدد الف ثانی کے علوم فارسی و عربی مین اچہا دخل رکہتے ہین ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر پر مضمون و آبدار کہتے ہین کلکتہ مین بہی آئے تہے کئی برس ہوئے کہ وطن کو چلے گئے راقم کے دوستون مین ہین

اوس سرمہ و گیسو و مسی سے | کوچہ ترا دشت کربلا ہے
پیاسون کے لیے ہی سرخروئی | جوہر دم تیغ نے کیا ہے
ہے راکب ذی الجناح یہ دل | ناوک جو ترا جدا ہوا ہے
مژگان ہے تری او ہر صف آرا | گیسو سے اودہر ستم بپا ہے
حملہ پہ ہے حملہ شامیون کا | تنہا کا صفون کا سامنا ہے
نرغے مین وہ نازنین و اداکی | سید کے بقول کہہ رہا ہے
اے لشکر شام گیسوے یار | سادات کا قتل کب روا ہے

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

ہر چند ہے اوسکی ہر ادا شوخ | منظور جو اپنا اک صنم ہے
پر وہ انہون تلے زبان دبانا | بید ادہے قہر ہے ستم ہے

وله

اندازمین نگاہ مین مارا ڈرا کوئی | گردن کسیکی تیغ تغافل سے کٹ گئی

مطلع منتخب

ذرات اسس گلی مین بہی ماجرا رہا — کب عاشقونکے در سے تری بہیڑ چہٹ گئی

ولہ

غنچۂ گل کی چولی مسکی دیکہ — عقل بہولی ہے عندلیبون کی

ہاے دیکھی نہین او نہون نے مگر — وضع ڈلی کی جا مہ زیبون کی

منت تخلص میر قمر الدین مخاطب بہ ملک الشعرا مرید مولانا فخر الدین قدس سرہ شاگرد میر نور الدین فوہد و میر شمس الدین فقیر وطن انکا مشہد مقدس مولد سونی پت دہلی مین تربیت پائی تہی لکہنؤ مین جاکر مذہب امامیہ اختیار کیا تہا کلکتہ مین آکر سنہ بارہ سو آٹہہ ہجری مین فوت کی ریختہ بہت کم کہتے تہے اشعار فارسی اونکے قریب ڈیڑہ لکہ کے ہونگے

کہڑے رہیے جو اونکے بزم مین تو یون لگی کہنے — دکہاتا ہے یہ اپنے پانون کیون ناحق کہڑا ہہی

جو اتنی بات سنکر بیٹہہ جاتین تو لگے کہنے — ہنسی سے کہتے ہی اکبات کے بس آ بیٹہے

منحور تخلص منشی اسد اللہ عرف میان علی جان ریختی مین دوگانا تخلص کرتے ہین حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

سو بہانے تہے گر آنے تو ہزارون ہو ہہبتے — لاکہ صورت سے اچی بات بنائی ہوتی

اے صنم تمکو جو آنے کا ارادہ ہوتا — تم نہ رکتے کبہی مانع جو خدائی ہوتی

ولہ

کل اونسے جو محفل مین کہا مینے کہ غافل — جینے کی مجہے غم سے ترے پڑ گئے لالے

سنتے ہی لگے کہنے وہ منحور سبہون سے — لو اور سنو یہ بہی ہوئے چاہنے والے

ولہ ریختی قطعی

راتکو اک نگوڑے نے کہٹ سے — صحن مین پاکے بیحجاب مجہے

مچہیان لین گلے سے لپٹا کے — پہر لیا زانوئون داب مجہے

نشین کین ہزارون قسمین دین — کر گئے چہوڑا مگر خراب مجہے

قطعہ منتخب

میر تخلص میر محمد تقی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

اک شخص مجھے سا تہا کہ تہا تجھسے یہ عاشق
وہ اوسکی وفا پیشگی وہ اوسکی جوانی

یہ کہکے یہیں رویا تو لگا کہنے نہ کہہ میر
سنتا نہیں میں ظلم رسیدونکی کہانی

ولہ

ترا شکوہ مجھے نہ میرا تجھے
چاہیے یون جو فی الحقیقت ہے

تجھکو مسجد ہے مجھکو میخانہ
واعظا اپنی اپنی قسمت ہے

ولہ

مین بے نوا اوٹہا ہو سے یہ اون لبون کے
ہر دم یہی صدا ہی دے کر وبال کیا ہے

پر جب ہی لگ گئی جب اونسے کہا کہ کوئی
پوچھو تو شاہ جی سے انکا سوال کیا ہے

ناسخ تخلص شیخ امام بخش حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

آج کو اسے مہ جبینو شغل ہے ہمکو یہی
چہرہ ہے اور آئنہ ہے زلف ہے اور شانہ ہے

جا بجا آئینہ ہے کل آئینہ زانو جدا
اور عوض شانہ کے ٹکڑے استخوان شانہ ہے

ناظم تخلص نواب یوسف علی خان بہادر والی رامپور حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

مین سمجھتا تہا کہ وہ خوش ہونگے
میرے مرنے کی جو شہرت ہوگی

غیر سنتے ہی ہوا شادی مرگ
خاک اب اونکو مسرت ہوگی

نامی تخلص مرزا حسام الدین حیدر خان لکھنوی ولد مرزا محمد غیاث شاگرد میر مستحسن خلیق مرثیہ گو شعر اونکے خوب ہوتے ہین

کیا قطعہ موقع ہے چھپا سیم کا [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] سر کو ستے کسو کے

ہو جاؤگے صورت سے خفا یہ کبھو [illegible]
سوتے ہوے اوٹھ آئے پہلو سے کسو کے

دل ڈہر کے ہے سنتے ہی [illegible]
آنجان نکل بہاگے ہو قابو سے کسو کے

[illegible] تخلص [illegible] اسم [illegible]

نشان باقی رہا جو نام کا [illegible] فانی [illegible]
الٰہی دیکھیے کس قدر یہ دور گردون ہے

پتا آئینہ اسکندری نہ جام جم کا ہے
[illegible] طاق نوشیروان ہے نے قصر فریدون ہے

نہ عذرا نہ دمن ہے اور نہ شیرین ہے نہ ہے لیلے | نہ وامق ہے نہ ہے نل کوہ کن ہے اور نہ مجنون ہے

ولہ

جان کتنی روز روز جان کاہ ہے | تا بکے یون جفا کرے کوئی
کوئی تیرا تو خدا اسکے لیے | مر نہ جائے تو کیا کرے کوئی

ولہ

زمین سے کے تم اوٹھ آئے ہو گھبرائے ہوئے | وداع مے کا کیون یہ دامن گیر اہن مین ہے
نقشہ کی بد مستیون مین ہاتہا پائی کسی کی | چاک کیسا او بت بے پیر پیراہن مین ہے

ولہ

کافرونکی ضد سے ہو جاؤن مسلمان آخرش | جانب دیر بتان ہرگز نجاؤن تو سہی
پھر غم عشق بتان مین شعلہ زن ہووے اگر | خاک مین مین آتش دل کو دباؤن تو سہی
پھر بتونکو دل نہ دون مین یا وہ سب عیاریان | اونکو بھی اونکی طرح سے آزماؤن تو سہی
اونکی صورت ہو نہ مجھکو التفات اونکی طرف | جسقدر مجھکو ستایا ہے ستاؤن تو سہی
ساتھ اونکے زلف کی صحبت کرون کیا کیا پیچ | آخر اونکو دام مین اپنے پھنساؤن تو سہی
لاکھ چاہین وہ نکالین پر نہ نکلو نہین کبھی | شکل مردم اونکی آنکھون مین سماؤن تو سہی

ولہ

اونکو ٹھہرا کے وہ اوپہ چدم شب وصال | بیٹھے کہا ہنسی سے وہ شوخی کدہر گئی
ہاتھونکو تس جھٹک کے خفا ہو کے بول اوٹھے | چھوڑو کہین بہی ہاتھ کلائی اوتر گئی

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین عرف میان کلو حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

اوسکے ہاتھ کا کاس سنہرا دیکھ | شب کہا ماہ سے یہ پروین نے
پھر پرواز اب نکالے ہے | چونچ بیضہ سے مرغ زرین نے

ولہ

سمجھے اوسکو نہ آہوے شک لیلے | یہ مجنون دشت مین آیا جو گھر سے
جسے تو سینگ سمجھے ہے وہ مین خار | لگے ہین پاؤن مین نکلے ہین سر سے

وله

کہون تجھسے نصیر اب کیا میں احوال فرقت کا — فلک نے بیٹھکی کب دی ہے اوس جاسے اکیدم خالی
وہان وہ آئنہ دیکھے ہے یان ہم سر بزانو ہین — نہ یک دم کی اوسے فرصت نہ اک لحظہ ہین ہم خالی

وله

ساقی ترے بغیر گلستان دہر مین — گذری اب اسطرح سے یہ شام وپگاہ ہے
ساغر ہے داغ شیشۂ صہبا ہے آبلہ — بارش ہے اشک ابر سیہ دود آہ ہے

وله

چھانی بہت سی منزل دنیا کی خاک راہ — نقش قدم بھی ایک نہ آیا نظر مجھے
کیا جانے اب کدہر وہ گئے حیف ای نصیر — یاران رفتگان کی نہین کچھ خبر مجھے

نکہت تخلص مرزا امتیاز علی بیگ دہلوی شاگرد نصیر دہلوی ایک دیوان و ترجمہ سکندر نامہ و فرہنگ مصطلحات زبان اردو ان سے یادگار ہین

گلستان مانگ ہے ہلال ابرو ہین — مہر طلعت ہے ماہ سیما ہے
لب مسیحا ہے لب پہ رنگ مسی — سایۂ قامت مسیحا ہے

واقف تخلص واقف شاہ غازی پوری معاصر سودا او میر مقیم دہلی کچھ روز ون فیض آباد و بنارس مین بھی رہے تھے آخر عمر مین لکھنؤ مین وفات پائی

یاران ہمنشین و رفیقان دوستدار — سب آشنا ہین زندگی مستعار کے
جب مند گئی پھر آنکہ تو ای دوست بعد مرگ — بھٹکے ہے پاس کون کسیکے مزار کے

خاتمة الطبع

داور داد گر را ستایش کہ این زیبا گلدستہ جان نواز مجموعۂ قطعات جہانتہ دلدوز بان موسوم بہ **قطعۂ منتخب** در مطبع نامی گرامی جناب معلی القاب منشی **نول کشور** لکھنؤ بماہ جولائی سنہ [illegible] ء مطابق شہر جمادی الاولی سنہ [illegible] ہجری از قالب طبع بر آمدہ مشام آرائے جہان گردید